جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

صر ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝

ماہنامہ العصر

پشاور پاکستان

صفر المظفر ۱۴۱۹ھ
جون ۱۹۹۸ء

مُدیرِ مسئول
مُفتی غلام الرحمٰن

العصر اور آپ کی ذمہ داری

جن حضرات کی رکنیت کا ایک سال پورا ہو رہا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ نئے سال کے
اپنا چندہ مبلغ =/80 (اسی روپے) سالانہ مقامی نمائندگان کے ذریعہ یا بذریعہ منی آرڈر دفتر
العصر" کو بھیج دیں تاکہ اس کمر توڑ مہنگائی۔ ناموافق فضا اور ابتدائی حالات کے ہوتے ہوئے
اپنا خوشگوار سفر جاری و ساری رکھ سکے۔
چندہ کے اختتام پر اطلاع دینے کے باوجود کسی رکن کی طرف سے زرتعاون موصول نہ ہو
(وی۔ پی) بھیجا جائے گا۔ جس کا وصول کرنا رکن کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔

ادارہ العصر کے نمائندگان حضرات

1- خان بادشاہ :- سٹور سپروائزر چراٹ سیمنٹ فیکٹری پوسٹ بکس 28 ضلع نوشہرہ
2- مولانا فصیح الرحمان صاحب :- 229/A بلاک اے شیرشاہ کالونی کراچی 28
3- مولانا مفتی محمد کمیل :- منیر برادرز نیو روڈ منگورہ سوات
4- مولانا ضیاء الرحمان :- حبیب جنرل سٹور جان مارکیٹ دوبندی بازار جہانگیرہ ضلع نوشہرہ
5- شاہ نواز صاحب :- گاؤں بانڈہ منیر خان ڈاک خانہ سرائے نعمت خان ضلع ہری پور ہزارہ
6- حمید خان و ظاہر شاہ :- پاکستان ٹوبیکو کمپنی اکوڑہ خٹک ریڈ شفٹ خوشحال گروپ ضلع نوشہرہ۔
7- مولانا شمشاد علی صاحب :- ناظم اعلیٰ دارالعلوم سعیدیہ اوگی ضلع مانسہرہ۔
8- قاضی محمد طیب :- مقام عمرزئی ضلع چارسدہ
9- جناب غنی الرحمان :- غنی فوٹو سٹیٹ مال روڈ مردان
10- مولانا خلیل اللہ حقانی :- مقام روپ کنی تحصیل الائی ضلع بٹ گرام
11- مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی :- خانیوال ایک مینار والی مسجد
12- مولانا مفتی محمد زرین شاکر خطیب جامع مسجد صدیق اکبر محلہ پٹھان خیر آباد
13- حاجی محمد حسین - حسین انٹرپرائزز ڈھیری باغبانان پشاور
14- مفتی دلبر شاہ - مدرسہ عربیہ اظہارالاسلام پنڈی روڈ چکوال
15- قاری ولی اللہ - خطیب (پی ٹی وی) پشاور

Scanned with CamScanner

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان
ماہنامہ العصر پشاور

مجلس ادارت
مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن
مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت
مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
جناب نثار خان ایڈووکیٹ

جلد نمبر ۴ شمارہ ۴

فون دفتر نمبر
۰۹۱-۲۷۴۳۰

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر۔ صوبہ سرحد پاکستان

تاریخ مئی ۱۹۹۸ء محرم ۱۴۱۹ء

زیر سرپرستی حضرت مولانا سید شیر علی شاہ زید مجدھم حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدھم

فہرست مضامین

ایٹمی دھماکہ یا حریت پسندی کا مظاہرہ	(اداریہ)	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۷
بعض آئینی دفعات کے بارے میں دینی سفارشات	مولانا حسن جان	۱۰
دار الافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۱۳
علماء اور معیشت	مولانا ذاکر حسن	۱۸
پردہ کی شرعی حیثیت	مفتی نجم الرحمٰن	۲۹
انتقال پرملال	مولانا محمود احمد	۴۳
اخبار الجامعہ	مولانا تحمید اللہ جان	۴۴
اخبار عالم	مولانا حمید اللہ	۴۵

ناشر و دفتر: مفتی غلام الرحمان نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۸ روپے سالانہ اندرون ملک ۸۰ روپے بیرون ملک ۵ ڈالر کی قیمت

Scanned with CamScanner

صدائے عصر

مدیر مسئول

ایٹمی دھماکہ یا حریت پسندی کا مظاہرہ

اگرچہ پندرہ سال سے پاکستان کے ایٹمی طاقت بننے کی افواہیں یاروا غیار کی زبان پر عام تھیں عالمی غنڈوں کی ایجنسیاں اس کے بارے میں مختلف قسم کے تخمینے لگا رہی تھیں لیکن ارباب اقتدار "ہمارے ایٹمی پروگرام پرامن مقاصد کے لئے ہے" کہکر بات کو ٹال دیتے کوئی حکومت ایٹمی دھماکہ کے رسک لینے کے لئے تیار نہ تھی تاکہ اقتصادی اور معاشی بحران کا شکار نہ ہو۔ ہندوستان 1974 میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرچکا تھا اور دنیا میں ایٹمی طاقت کا خطاب پاچکا تھا لیکن 11 اور 13 مئی 1998 کو برصغیر میں طاقت کی بالادستی کی خواہش یا امریکی مفادات کی تکمیل نے اس کو مزید پانچ ایٹمی دھماکوں پر مجبور کیا۔ سنجیدہ طبقہ یہ امید لیکر حالات کا جائزہ لے رہا تھا کہ ہندوستان کی اس بلاوجہ اشتعال انگیزی پر دنیا کا کیا ردعمل ہے؟ لیکن افسوس اور صد بار افسوس! کہ عالمی حقوق کے تحفظ کے علمبرداروں کا ردعمل صرف مذمتی بیان تک محدود رہا یہی وہ خداداد سنہری موقع تھا جس میں پاکستان نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرکے سالوں کے سربستہ راز سے پردہ اٹھایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایٹمی دھماکہ کی تخلیق کا اعزاز ڈاکٹر عبدالقدیر خان، اس کے جملہ رفقاء کار اور ایٹمی صلاحیت کی بنیاد رکھنے والے ذوالفقار علی بھٹو کو جاتا ہے لیکن ایٹمی طاقت کے مظاہرہ اور ایٹم بم کے تجربہ کار کریڈٹ موجودہ حکومت کو حاصل یقیناً" اس تاریخی کارنامہ کا فیصلہ کرنا حکومت کی جرات مندی، بہادری اور شجاعت کی دلیل ہے۔ پاکستان کے وزیراعظم نے دشمنان اسلام کی پرکشش پیشکشوں کو ٹھکراکر خودداری اور جوانمردی کا ثبوت دیا یہی وقت کی ضرورت اور دنیا کے ایک ارب دس کروڑ مسلمانوں کے ضمیر کی آواز تھی۔

۲ ۲ ۲

28 مئی 1998 پاکستان کی تاریخ کا یادگار دن ہے کہ پاکستان نے چھ ایٹمی دھماکوں سے اپنی قوت کا مظاہرہ کرکے یہ اعلان کیا کہ "ہم نے ہندوستان کا حساب چکا دیا ہے" اس سے دشمن ملک کا غرور اور تکبر ختم ہوکر اس خطہ میں طاقت کاتوازن بحال ہوا اور پاکستان نے دنیا میں طاقت کا ساتواں نمبرلیکر ایٹمی کلب میں عملی طور پر شمولیت اختیار کی۔ جنگی ماہرین کی رائے کے مطابق اس سے پاکستان کے وجود کو تحفظ ملا۔ گویا یہی پاکستان کادفاع کے طور پر اپنانے کا دن ہے اگر چھ ستمبر 1965 کی یادگار جنگ جیتنے کا دن ہے تو 28 مئی 1998 بھی ملک کے ناقابل فراموش کردار اپنانے کا تاریخی دن ہے لیکن اس سے بڑھ کر مجھے 28 مئی میں 14 اگست 1947 کا منظر نظر آرہا ہے کیونکہ اس دن اگر ہمیں برطانیہ کی غلامی سے نجات کا پروانہ ملکر ایک آزاد ملک میں رہنے سہنے کا موقع ملا تو 28 مئی میں ہمیں امریکہ سے غلامی کی نجات کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔

ہندوستان کے ایٹمی دھماکہ پر امریکہ کی دوغلی پالیسی اور پھر پاکستان کو روکنے کے لئے جو مذموم طریقہ امریکہ نے اپنایا یہ اس کی ذہنی عکاسی کے لئے کافی ہے امریکہ نے پاکستانی قوم کی غیرت کا اندازہ بہت غلط لگایا اس نے سوچا شاید پاکستان چند پرکشش ترغیبات کے بدلہ اپنی قومی غیرت کا سودا کرکے ہندوستان کے سامنے جھک جائے گا امریکہ کو یقین تھا کہ اگر پاکستان رمزی یوسف اور ایمل کانسی کو گرفتار کرکے ہماری خدمت میں ادب و احترام سے پیش کرسکتے ہیں تو ایٹمی دھماکہ کے عوض یقیناً" کچھ ملی مفادات کو یہ ضرور ترجیح دے گا چنانچہ اعلیٰ سطح کے وفود کے گہرے روابط اور خود کلنٹن کا ذاتی طور پر پانچ دفعہ فون کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ امریکہ کو پاکستان کی وفاداری اور تابعداری پر کتنا یقین تھا اقتصادی اور معاشی پابندیوں سے پاکستان کو ڈرانا اور دھمکی دینا حاکمانہ سلوک کا دوسرا حربہ تھا جوقدم بقدم بے سود رہا۔

فرعونِ وقت امریکہ کی منشا کے خلاف پاکستان کا ایٹمی دھماکہ یقیناً" حریت پسندی ، عزت نفس اور جوانمردی کی دلیل ہے۔ میرے خیال میں ہمارے ایٹمی دھماکہ نے بھارت کی نسبت سے امریکہ کو زیادہ پریشان کیا۔ معلوم نہیں امریکہ کے لئے اس کے

ڈالروں کی زنجیر میں جکڑے ہوئے غلام کے ایسی حریت پسندی کے لذت ناک سلوک سے کیا صدمہ ملا؟ اس وقت اس کے احساسات کیا تھے؟ آئندہ وقت اس ملک کے بارے میں دوبارہ پالیسی مرتب کرنے سے معلوم ہوگا کیونکہ موجودہ پالیسی محکوم ممالک کے بارے میں حالت نزع کا شکار ہے۔

ہمارے لئے آئندہ مشکلات کیا ہیں؟ ان کا نقشہ ایٹمی دھماکہ سے قبل ارباب اقتدار کے ذہن میں ہوگا اوران مشکلات سے نبرد آزما ہونے کے لئے حکومت نے سوچا ہوگا ان تمام خطرات کو مدنظر رکھ کر حکومت نے یہ قدم اٹھایا ہے۔ اخباری بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت اقتصادی اور معاشی ناکہ بندی اپنے لئے بڑا امتحان سمجھتی ہے ابھی تک حالات یہ بتا رہے ہیں کہ حکومت اس سے مقابلہ کے لئے کوشش کررہی ہے؟ لیکن کیا دشمنان اسلام اور خصوصاً" امریکہ کی مخالفت مخنتیں صرف معاشی میدان تک محدود رہیں گی؟ اگر ہم اس کو صرف معاشی میدان تک محدود رکھیں تو یہ ہماری بھول ہے کیونکہ ہندوستان اورپاکستان کے ایٹمی دھماکوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے دونوں کو ایک نظر سے دیکھنا اور مشکلات کو یکساں سمجھنا غلطی ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ ہندوستان کا ایٹمی دھماکہ جغرافیائی حدود کا محافظ ہے یہ صرف ایک ملک کے مفادات تک محدود ہے یہ زیادہ سے زیادہ ایک ملک یا ایک قوم کی طاقت کا مظاہرہ ہے لیکن پاکستان کا ایٹمی دھماکہ صرف ایک ملک یا ایک قوم کی طاقت کا مظاہرہ نہیں بلکہ یہ جغرافیائی حدود سے ماوراء ہوکر ایک نظریہ اور ایک عقیدہ یعنی اسلامی قوت کا مظاہرہ ہے طاغوتی قوتیں اس کو ہر جگہ اپنے لئے خطرہ سمجھتی ہیں چنانچہ پاکستان کے ایٹمی دھماکہ سے ان طاقتوں کو زیادہ صدمہ پہنچا اور اس کو "اسلامی بم" کے نام سے پکارنے لگے اس لئے پوری طاغوتی قوتیں منظم ہوکر "الکفر ملة واحدة" یعنی کفر ایک ہی طاقت ہے کا مظاہرہ کرکے مشترکہ طور پر پاکستان کے بارے میں سوچیں گے ممکن ہے یہ مشکلات ہندوستان کی طرح صرف اقتصادی میدان تک محدود نہ رہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں ان مشکلات کا نفوذ ہو اس لئے ارباب اقتدار کے لئے ہر شعبہ پر نگاہ رکھنا ضروری ہے۔

اقتصادی مشکلات پر قابو پانے کے لئے حکومت کی سادگی اور کفایت شعاری کے اعلانات اس وقت نتیجہ خیز ہوسکتی ہے جب ان پر سنجیدگی سے عمل ہواگر یہ صرف اخباری بیان تک محدود رہیں تو اس سے ہماری مشکلات بڑھ سکتی ہے وہ بیوروکریٹ جن کے گوشت اور خون کی آب یاری بددیانتی میں ہوئی ہو ان کے دفتری اوقات میں دال روٹی پر گزارہ کرنا یا ٹھنڈے مشروبات کی جگہ قہوہ پر اکتفا کرنا مشکل ہے جب تک قومی مجرموں کا محاسبہ کرکے ملک کی لوٹی ہوئی دولت ان سے واپس نہ ہو تو ان سے سادگی یا کفایت شعاری کی امیدیں رکھنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے حکومت کے دعوؤں کے باوجود آج بھی رشوت، کرپشن کا بازار گرم ہے ایک پٹواری انکم ٹیکس یا کسٹم کا سپاہی مرسیڈیز سے نیچے گاڑی میں سفر کرنا اپنی توہین سمجھتا ہو ایسی حالت میں ان سے سادگی کی کیا توقع ہے؟ جہاں کہیں ملازم کی آمدنی چار ہندسوں تک محدود ہو اور اخراجات پانچ چھ ہندسوں میں چلتے ہوں تو وہ کفایت شعاری کے اعلانات پر کیا عمل کریں گے؟ اس کا یہی علاج ہے کہ ملک سے کرپشن کا مکمل خاتمہ ہو قانون کی پاسداری ہوبلا امتیاز اعلیٰ و ادنیٰ محاسبہ کرکے قومی مجرموں کو عبرتناک سزائیں دی جائیں۔

اگر حکومت ان تمام مشکلات پر قابو پانے میں سنجیدہ ہو اور واقعی اس ملک کی تقدیر بدلنا چاہتی ہو تو اس کے لئے ایک اور ایٹمی دھماکہ کی ضرورت ہے اس دھماکہ کے لئے ہمارے پاس بم بھی مدتوں سے تیار پڑا ہے اور تجربہ کے لئے چاغی سے بہترین گراونڈ بھی میسر ہے حالات بھی ہمارے موافق ہیں یہ وہ وقت ہے جب پاکستان کے وزیراعظم نیو ورلڈ آرڈر کے مقابلہ میں "ورلڈ آرڈر" پیش کرچکے ہیں دنیا کے ہر کونے میں مظلوم کی داد رسی اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے اس کے لئے "اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان" ایٹمی دھماکہ سے بڑھ کر کہیں بڑا دھماکہ ہے حکومت کو دو تہائی اکثریت بھی حاصل ہے عوام کی ہمدردیاں بھی حکومت کے ساتھ ہیں اور بین الاقوامی میدان میں اپنی قسمت کے فیصلہ خود کرنے کے موڈ میں ہے اس سے بہترین موقع حکومت کو کبھی نہیں ملے گا اور نہ حالات ہمیشہ یکساں رہیں گے۔

۲۵٭

انشاء اللہ تعالیٰ اسلامی نظام کے اعلان سے ہم آسانی سے تمام مشکلات پر قابو پائیں گے اور دنیا میں ہمیں مسلمانوں کی ترجمانی کا حق ہوگا اگر ہمارے نظام حیات میں فرہنگی نظام کا غلبہ ہو ہم وضع قطع میں یہود و ہنود کے ہم شکل ہوں تو ہماری یہ تمام محنتیں نتیجہ خیز ہونے کے مواقع بہت کم ہیں مسلمان کا نام رکھ کر اسلام سے دوری ہماری ناکامی کا سبب بن سکتا ہے خدا نہ کرے کہ ہماری عزت کی یہ زندگی ذلت سے تبدیل ہو۔ ولا فعلها اللہ

والعصر ان الانسان لفی خسر

غلام الرحمٰن عفی عنہ

۱۲/۲/۱۴۱۹ھ۔

سنہری موقع !!!

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

SPECIALIZATION IN FAQA-ISLAMI AND IFTA

کے طلباء کے لئے تحقیق و ریسرچ کے مراحل میں مراجع و ماخذ کی دستیابی میں مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے مجلس شوریٰ نے چھٹے تعلیمی سال کے تخمینی بجٹ میں اولین مرحلہ میں ایک لاکھ تیس ہزار روپے (1'30'000) کی کتابیں خریدنے کی منظوری دی ہے۔

اگر آپ ایک صحیح عالم دین کی بے لوث دینی خدمات میں قیامت تک صدقہ جاریہ کے طور پر شریک ہونا چاہتے ہیں اور یقیناً چاہتے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کا مقدس نام لے کر کتابیں خریدنے کا سنہری موقع ضائع نہ کریں۔

مفتی غلام الرحمٰن

و یقیمون الصلوة

متقین کی دوسری صفت ہے اصول اطاعت کی دوسری قسم یعنی اعضاء سے براہ راست متعلق ہے ایمان لانے کے بعد متقین کی یہ خوبی ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں "اقامت صلوۃ" شریعت کی ایک خاص اصطلاح ہے جو صرف نماز کے بارے میں استعمال ہوتی ہے۔ نماز کی ادائیگی میں جملہ شرائط، ارکان، سنن اور مستحبات کی رعایت کرکے باقاعدگی ضروری ہے اگر ان امور کا اہتمام نہ ہو تو نماز پر کیے گئے انعامات یا اس کے فوائد و ثمرات کا ملنا مشکل ہے لہٰذا نماز کی ادائیگی میں ان شرائط وغیرہ کی رعایت کو "اقامت" کہا گیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نماز پڑھنا الگ چیز ہے اور اقامت الگ چیز ہے متقین کی خوبی صرف نماز پڑھنا نہیں بلکہ اقامت نماز ہے۔

نماز ایسی عبادت ہے جس میں بدن کے تمام اعضاء متحرک رہتے ہیں دل سے لیکر زبان تک بلکہ ہاتھ و پاؤں غرضیکہ ہر عضو اپنی اپنی ذمہ داری میں نماز کے وقت مصروف رہتا ہے جہاں کہیں ایسی توجہ اور اہتمام کی رعایت نہ ہو تو وہاں نماز کی کارکردگی کی توقع مشکل ہے چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب ایک ایسا شخص حاضر ہوا جس کی نماز میں رکوع و سجدہ سے اٹھنے کا اہتمام نہ تھا اور نہ دوسرے ارکان کے حقوق کی رعایت تھی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مجلس میں آتے ہی فرمایا " جاؤ نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی ہے " ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار یوں ہوا چنانچہ آخر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود نماز کی تشریح کرتے ہوئے جملہ حقوق کی

رعایت کا حکم دیا اس لئے عام مفسرین "یقیمون الصلوٰۃ" کا معنی بھی "یعدلون ارکانھا و یحفظونھا من ان یقع زیغ فی افعالھا" سے اور کبھی "یاتون بحقوقھا" اور کبھی "یواظبون" سے کرتے ہیں چونکہ نماز کی ادائیگی میں ان تمام امور کی رعایت ضروری ہے اس لئے ہر ایک معنی کی گنجائش ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص نماز پڑھتے وقت دل کی توجہ سے محروم رہا یا فرائض و واجبات اور سنن ٹیں کوتاہی کی کیا اس کا ذمہ فارغ ہوگیا یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نماز میں جہاں تک اختیاری امور کی رعایت کا مسئلہ ہے اس کا مسلمان مکلف ہے۔ مثلاً" شرائط نماز طہارت بدن، مکان و لباس یا توجہ الی القبلہ یا نماز کے فرائض و واجبات ایسے امور ہیں جن کی کوتاہی ناقابل برداشت ہے اس میں اعادہ ضروری ہے البتہ واجبات میں کوتاہی پر سجدہ سہواسے اس کا تدارک ممکن ہے اس جیسی کوتاہیاں اگر چہ نہیں ہونی چاہیئے لیکن پھر بھی کسی سے ہوگئیں تو نماز پڑھتے وقت ذمہ فارغ تصور ہوگا البتہ دل کی توجہ عام شخص کے لئے ضروری قرار دینا ممکن نہیں اس لئے توجہ مستحسن ضرور ہے لیکن نمازی کی توجہ نہ ہونے پر اس کا ذمہ فارغ ہونا ہے البتہ خواص یعنی متقین کی نماز کسی ادنیٰ کوتاہی پر موجب تسکین و اطمینان نہیں رہتی اس لئے یہ حضرات اپنی نماز میں ادنیٰ سے ادنیٰ ادب کی رعایت ضروری سمجھتے ہیں۔

ومما رزقنٰھم ینفقون ٥

تیسری صفت ہے جس کا تعلق مال سے ہے یعنی جو کچھ ہم نے ان کو دی ہے وہ اس سے خرچ کرتے ہیں صرف بدنی قربانی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اپنے پسینے سے کمائے ہوئے حلال مال کی قربانی پیش کرنا بھی ضروری ہے قرآن نے یہاں مما رزقنٰھم کا کلمہ استعمال کرکے اس کی طرف اشارہ کیا کہ جذبات میں آکر تمام مال قربان کرنے کے بجائے اس میں سے کچھ حصہ خرچ کرنا زیادہ مناسب ہے ہر چیز میں

اعتدال سے کام لینا چاہیئے ایسا نہ ہو کسی جذباتی اقدام سے خود دوسروں پر بوجھ بننا نہ پڑے "رزقنھم" کا مفہوم صرف مال تک محدود نہیں بلکہ علم، ہنر اور کسی فن میں مہارت کو بھی اس کی حقیقت شامل ہے اس لئے مال کی طرح علم کی دولت سے بھی خرچ کرنا ضروری ہے ایسا ہی کوئی اگر کسی دینوی فن میں مہارت رکھتا ہو تو کسی بے ہنر شخص کو اپنے فن سے آگاہ کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔

انفاق یعنی خرچ کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ ہمیشہ کے لئے فقراء و مساکین پر خرچ کرتا رہے بلکہ اس سے عام خرچ مراد ہے جیسا کہ صدقات واجبہ نذر، زکواۃ عشر اور صدقہ فطر وغیرہ کو انفاق کی حقیقت شامل ہے ایسا ہی خود اپنی ذات پر ضرورت کے مطابق خرچ کرنا یا اپنے اہل و عیال یعنی جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہو وہ بھی اس کے دائرہ میں آتا ہے ایسا ہی بوقت ضرورت اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے مجاہدین کی امداد کرنا یا دین کی تشہیر و تبلیغ کے لئے دینی اداروں مدارس کی سرپرستی کرنا یا معاشرہ کے معذور اور بے بس افراد کے لئے رفاہی اداروں کا تعاون کرنا بھی شامل ہے صرف زکواۃ کی ادائیگی سے ذمہ فارغ نہیں ہوتا بلکہ انسان کے مال سے معاشرہ کے کئی حقوق وابستہ ہیں جو اس سے خرچ کرنا کا مقتضی ہے۔

اسلام ایک ایسے معاشرہ کا داعی ہے جس میں رہتے ہوئے قدم بقدم ہمدردی اور غم خواری کے احساس کا جذبہ موجزن رہتا ہے اس سے دیکھتے ہوئے ان لوگوں کی آنکھیں کھلنی چاہیئے جو اسلام کا مدعی بنکر دولت کے ارتکاز اور احتکار کے لئے کمربستہ ہیں قرآن انفاق کے جذبہ کی آب یاری میں یہی ذہن بتاتا ہے کہ مال کا قبضہ اگرچہ تمہارے پاس ہے لیکن مال تمہارا نہیں مال ہمارا ہے ہم نے تمہیں دیا ہے اور ہم تم سے واپس مانگ کر تمہیں اس کے عوض اچھے سے اچھا بدلہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔

بعض آئینی دفعات کے بارے میں دینی سفارشات

شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان صاحب اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن ہیں - آئین کے بعض دفعات جب کونسل کے سامنے نظر ثانی کے لئے پیش کئے گئے - آپ نے جو سفارشات کئے - عام لوگوں کے فائدہ کے لئے شائع کی جا رہی ہیں -

دفعہ ۵ اور ذیلی دفعہ ۳ اور اس طرح دفعہ ا

(۲) اور ذیلی دفعہ (۱) و (۴) میں

کہ پاکستانی خواتین جو غیر ملکی مردوں کے ساتھ نکاح کرنے کی صورت میں اپنی ان اولاد کے لئے جو غیر ملکی مردوں سے پیدا ہو گئی ہو' پاکستانی شہریت حاصل کرنے کا استحقاق نہیں رکھتی اور غیر ملکی خواتین پاکستانی مردوں سے نکاح کرنے کی صورت میں اپنی ان اولاد کے لئے جو ملکی مردوں سے پیدا ہو گئی ہو شہریت حاصل کرنے کا استحقاق رکھتی ہیں - بظاہر امتیازی قوانین ہیں - اس سلسلے میں میری اپنی رائی یہ ہے کہ یہ قوانین شرعی نقطہ نگاہ اور اسلامی قوانین کے اعتبار سے نہیں بنائے گئے -

بلکہ اگر نکاح شرعی قوانین اور قواعد کے مطابق درست ہو تو دونوں صورتوں میں حق خصانت "تربیت اولاد" ایک خاص مدت تک والدہ "خاتون" کو حاصل ہے اور نسب کا تعلق مرد شوہر کے ساتھ ہے -

لہذا دونوں صورتوں میں خواتین کو اپنی اولاد کے لئے شہریت حاصل کرنے کا استحقاق ہونا چاہئے اور اولاد بالغ ہو جانے پر اپنے اختیار کے مالک رہے گی یہ امتیازی قوانین خالص انتظامی

امور سے تعلق رکھتے ہیں اگر حکومت مناسب سمجھے تو ان امتیازی قوانین کو ختم کرا سکتی ہے اور دونوں صورتوں میں خواتین کو شہریت حاصل کرنے کا حق دلا سکتی ہے۔

اور اس طرح غیر ملکی شوہر بھی شہریت حاصل کرنے کے لئے درخواست دے سکتا ہے اور حکومت مصلحت عامہ اور ملکی وقار و سلامتی کو مد نظر رکھتے ہوئے شہریت دینے کا مجاز ہے۔

البتہ باہر ممالک میں کسی ملکی مسلمان خاتون کو سفیر مقرر کرنا اور اسطرح ملک کے اہم عہدوں پر مثلاً صدر مملکت، وزیر اعظم، وزیر اعلی، گورنر، چیف آف سٹاف جیسے مناصب پر خواتین کی تعینات شرعی نقطہ نگاہ اور اسلامی تاریخ و روایات اور عام اسلامی ممالک کے مروجہ دساتیر اور قوانین کے مطابق درست نہیں - نبوت کا عہدہ کسی خاتون کو نہیں دیا گیا اور اس طرح اسلامی مملکت کی خلافت کے لئے بنیادی شرائط میں سے مرد ہونا بھی ضروری ہے۔

ان اہم عہدوں کے مقاصد خواتین جیسے صنف نازک نہیں نباہ سکتیں۔

عورت طبعی اور تکوینی طور پر مرد سے کمزور ہے اور انفعالی اور جذباتی مزاج کا حامل ہے اس لئے دشمن مرد عورت سے مرعوب نہیں ہو جاتا بلکہ یہ صورت حال تمام حیوانات اور پرندوں میں بھی ظاہر ہے۔

دین اسلام میں حیاء اور پردہ اور عزت نفس اور حفاظت نسل کا بہت اہتمام کیا گیا ہے اور اس لئے غیر ضروری اختلاط جنس سے منع کیا گیا ہے اور حجاب فرض قرار دیا گیا ہے۔

لہذا اگر کوئی خاتون ان اہم عہدوں پر فائز ہو جائے تو اس کے لئے ان عہدوں کے مقاصد پورے اور ادا کرنے کے سلسلے میں اجنبی مردوں سے ملاقات اور مردوں کی مجالس میں شرکت اور گفت و شنید اور کبھی کبھار تنہائی کی مجلس میں اور معاہدوں اور جنگی، سیاسی وغیرہ امور میں خصوصی طور پر شمولیت کرنی پڑے گی، اور مردوں کی نگاہیں خاتون کے حسن و جمال اور آرائش اور ناز و انداز اور زیب و زینت پر مرکوز رہیں گی جو شہوانی خیالات پیدا ہو جانے کا باعث ہوگا اور یہ فطری، جبلی اور تکوینی چیزیں ہیں جو انسانیت کی فطرت میں داخل

ہیں اور ان سے قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا اور ان کے ثبوت کے لئے آئے دن غیر مسلم ممالک کے سربراہوں اور وزیروں وغیرہ کے جنسی سیکنڈلز اور واقعات ہیں جو اخبارات' جرائد رسالوں کے ذریعہ زبان زد عام وخاص ہو-

اس بناء پر مسلمان خاتون ان اہم عہدوں کے لئے قطعاً موزوں نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے مسلم ممالک اور خصوصی طور پر ہمارے ملک میں اہل مردوں کی کمی نہیں ہے بڑی تعجب کی بات ہو گی کہ مرد بے کار رہے اور خواتین امور مملکت انجام دیتی رہیں- قرآنی تعلیمات اور سنت نبوی اور خلافت راشدہ کا نظام اور مسلمانوں کے اجماعی مسائل میں یہ طے شدہ اور مسلمہ بات اور فیصلہ ہے کہ مسلمان خواتین ان اہم عہدوں کے لئے موزوں نہیں ہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مختصر ارشاد بھی کافی ہے کہ

لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ

ترجمہ -وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہو گی جو اپنے اختیارات' خصوصاً امور مملکت کسی عورت کے حوالہ کر دے-

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت فاطمہ الزہراءؓ جیسی مقدس ہستیاں' شریعت کی نظر میں مردوں کی امامت اور خلافت اور اس قسم کے عہدوں کے لئے مناسب نہیں ہیں تو دوسری خواتین کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے- فقط

Scanned with CamScanner

دارالافتاء

مفتی غلام الرحمٰن

ساس سے زنا کرنے پر بیوی کا حرام ہونا

سوال : اگر ایک شخص نے اپنی ساس سے زنا کیا یا سالی سے غلط حرکت کی اس سے نکاح پر کیا اثر پڑتا ہے کیا اس سے توبہ کرکے گناہ معاف ہوسکتا ہے یا نہیں۔

بینواتوجروا

مولا بخش تلہ گنگ اٹک

الجواب و باللہ التوفیق :

زنا معاصی میں قبیح ترین گناہ ہے کسی اجنبی عورت سے زنا کی گنجائش نہیں پائی جاتی خاص کر سالی یا ساس کا معاملہ ہو۔ قرآن مجید بڑی سختی سے اس سے منع کر رہا ہے فرماتے ہیں

ولاتقربوا الزنا انه كان فاحشه وساء سبيلا (الاسراء)

ترجمہ : اور زنا کے قریب مت جاؤ یقیناً" یہ ایک قبیح حرکت ہے اور برا راستہ ہے۔ تاہم بڑے سے بڑا گناہ پر ندامت اختیار کرکے اگر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی جائے اور آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنے کا عزم لیکر دربار خداوندی میں حاضر ہو کچھ دور نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے مجرم کی خطاکاری کو معاف کرے گناہ پر ندامت اور پشیمان ہونا انسان کی عبدیت کا تقاضا ہے جس سے مجرم اپنے کھوئے ہوئے مقام کو دوبارہ بحال کرسکتا ہے لیکن جہاں تک سالی یا ساس سے زنا کرنے پر اپنے نکاح کا معاملہ ہے اگرچہ سالی سے زنا کرنے سے اس کے نکاح پر حرمت کا اثر نہیں پڑتا لیکن ساس سے زنا کرنے یا شہوت کی نیت سے اس کو بغیر کسی حائل کے چھونا یا بوسہ دینے سے فقہ حنفی کی

رو سے اپنی بیوی خاوند پر حرام ہوجاتی ہے اس سے نکاح فاسد ہوکر خاوند کے لئے بیوی سے انتفاع لینا حرام ہوجاتا ہے اور خاوند پر واجب ہے کہ وہ اپنی مزنیہ کی بیٹی کو طلاق دیکر فارغ کرے چونکہ یہ حرمت دائمی ہے اس لئے منکوحہ کا خاوند کے لئے دوبارہ حلال ہونے کے لئے کوئی قابل عمل صورت نہیں پائی جاتی الایہ کہ ہمیشہ کے لئے بیوی سے جدا ہو فتاوی ہندئیہ میں ہے

فمن زنٰی بامرۃ حرمت علیہ امہاوان علت و ابنتہا وان سفلت -- و کماتثبت ھذہ الحرمۃ بالوط تثبت بالمس و التقبیل الخ ٥ ج ا ص 274

ترجمہ : پس جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا اس شخص پر اس عورت کی ماں نانی حرام ہوگئی بیٹی اور نواسی جرام ہوگئی ---- اور یہ حرمت جیسا کہ زناء کرنے سے ثابت ہوتی ہے ایسا ہی کسی عورت کو شہوت سے چونے یا بوسہ دینے سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

چھوٹے بچوں کے ہاتھ سے ہدئیہ قبول کرنا

سوال : اگر ایک چھوٹا بچہ یا بچی اپنے گھر سے کسی کے ہاں کوئی ہدئیہ لے آئے اور یہ کہے کہ میرے والدین نے یہ چیز تمہیں ہدئیہ میں بھیجی ہے کیا اس بچہ کے ہاتھ سے یہ ہدئیہ قبول کرکے کھانا جائز ہے یا نہیں۔

بینوا توجروا

رحم خان ورسک روڈ پشاور

نابالغ بچے چونکہ اپنے مستقبل کے بارے میں بہتر فیصلہ کرنے سے قاصر ہوتے ہیں اس لئے ان کے مال کا تحفظ اس میں ہے کہ ان کے ذاتی مال میں بچوں کے قول کو اعتبار نہ دیا جائے۔ اگر بچہ اپنے ذاتی مال سے کسی کو کھلائے پلائے ایسے تصرفات میں بچے پر پابندی ہے اس لئے اگر بچہ نے ذاتی مال کا ہدئیہ کسی کو پیش کیا اور کسی کو کھانے کی اجازت دی یا یہ کہا کہ میرے والد نے مجھے اس کے خیرات کرنے کی

اجازت دی ہے تو بچے کے اس قول کو اعتبار نہیں ایسی حالت میں بچہ کا ہدئیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

لیکن اگر بچہ یہ کہے کہ میرے والدین نے تمہیں یہ ہدئیہ بھیجا ہے تو پھر اس میں چھوٹے بچوں کے قول کو اعتبار دیا جاسکتا ہے اور بچے کے ہاتھ کا ہدئیہ قبول کرکے کھانا جائز ہے کیونکہ ایسے معمولی ھدایا عموماً نوکروں اور چھوٹے بچوں کے ہاتھ پر بھیجے جاتے ہیں ایسے امور میں بچوں کے قول کو اعتبار دینا ضرورت کے تحت داخل ہے علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں

ویقبل قوله فی الهدییه والاذن

(الاشباہ و النظائر ج 3:315)

اور ہدئیہ یا کسی چیز میں تصرف کرنے کی اجازت میں نابالغ کا قول قبول کیا جائے گا۔ شمس الائمہ حلوانی فرماتے ہیں اگر کوئی بچہ کسی دکاندار کے پاس آکر کچھ رقم پیش کرے اور یہ کہے کہ میری والدہ نے یہ رقم ۔بھیجکر (گھریلو ضرورت کی اشیاء) مثال کے طور پر صابون طلب کی ہے تو دکاندار کا اس کے قول پر اعتماد کرکے گھریلوی ضرورت کا سودا اس پر فروخت کرنا جائز ہے لیکن اگر بچہ اس کے علاوہ کھانے پینے کی اشیاء طلب کرے جو گھر لے جانے کے بجائے راستہ میں یہ بچہ اس کی خبرگیری کرے تو پھر دکاندار کو اس کے قول کو اعتبار دینا مناسب نہیں (احکام الصفار) لیکن جہاں کہیں بچے کو ایک دو روپے دیگر کھانے پینے کی چیزیں لینا متعارف ہو گلی کوچوں میں آئس کریم چھولے یا میٹھی گولیاں لینا عموماً" بچے اپنے ہاتھوں سے لیتے ہیں ایسی اشیاء کی خرید و فروخت میں چھوٹے بچوں کے قول کو والدین یا سرپرست کی رائے پر موقوف کرنا مشکلات کا ذریعہ ہے اس لئے ان امور میں بھی چھوٹے بچوں کے اقوال کو اعتبار دینا مناسب ہے۔

واللہ الموفق

Scanned with CamScanner

غیر قانونی چھٹی کی تنخواہ لینا

سوال : ایک سکول میں تین اساتذہ ہیں مدرسین نے آپس میں طے کیا ہے کہ باری باری طور پر ترتیب سے چھٹیاں کرتے رہیں گے اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ سکول میں طلباء کی مقررہ کارکردگی بھی متاثر نہ ہو عموماً" دو اساتذہ تینوں اساتذہ کے کام کو نمٹالیتے ہیں تاہم اساتذہ یہ چھٹیاں سالانہ استحقاقی چھٹیوں میں شمار نہیں کرتے ہیں بلکہ رجسٹر میں حاضری لگاتے رہتے ہیں کیا ان چھٹیوں کی تنخواہ لینا ان اساتذہ کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا "حافظ نسیم"

جہاں تک اساتذہ کی سالانہ چھٹیاں ہیں یہ اساتذہ کا استحقاق ہوتا ہے محکمہ کے قانون کے مطابق ملازم یہ چھٹیاں کرکے اس کی تنخواہ وصول کرسکتا ہے یہ چھٹیاں ایام عمل کے تابع رہیں گی اور یوں تصور ہوگا کہ ان مقررہ چھٹیوں میں اس نے حکماً ڈیوٹی دی ہے۔ لیکن جہاں تک مذکورہ چھٹیوں کا تعلق ہے یہ استحقاق کی چھٹیوں میں شمار نہیں ہوتی اور نہ ہی محکموں کی طرف سے اس کی اجازت ہے مدرس کو تنخواہ اس کی حاضری کے عوض دی جاتی ہے بشرطیکہ مقررہ نصاب بھی پڑھائے اس لئے چھٹی کرکے حاضری لگانا دھوکے کے مترادف ہے اس کی تنخواہ ملازم کے لئے حلال نہیں نیز ایسے امور میں کوئی نائب دینے سے بھی ذمہ فارغ نہیں ہوتا کیونکہ مدرس پر اعتماد ہے اس کی توقع نائب سے ممکن نہیں یہی وجہ ہے کہ ان امور میں ملازم کو اپنا قائم مقام مقرر کرنے کا حق حاصل نہیں۔

والدلیل علی ذالک مافی مجلة الاحکام تحت المادة (567) " لواستاجر استاذ لتعلیم علم اوصنعة وسمیت الاجرة فان ذکرت مرة انعقدت الاجارة صحیحة علی المدة حتی لن الاستاذ یستحق الاجرة بوجوره حاضرا مهیئا للتعلیم، تعلم التلمیذاو لم یتعلم، لانه لما انعقدت الاجارة صحیحة بتعیین الاجر والمدة استحق الاستاذ الاجرة بمجرد تسلیمه نفسه للتعلیم فی المدة المعقود علیها لکونه اجیرا خاصا" ص 305

۲۵۶ ،

سوال-اگر کسی شخص نے سٹام پیپر پر دو گواہان تحریری بیان لکھ کر زمین کا کچھ حصہ کسی دینی مدرسہ کے لئے وقف کی ہو- مدرسہ والوں نے اس پر چاردیواری بنائی ہو لیکن ابھی مالک زمین اپنے کیئے ہوئے کام پر نادم ہو۔کیا مالک زمین وقف میں رجوع کر کے زمین واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

اگر مالک زمین واپس لے تو اس پر بنائی ہوئی چاردیواری کی قیمت کس کے ذمہ ہے؟

بینوا توجروا

صنوبر خان چارسدہ

الجواب وباالله التوفیق

سٹام پیپر پر تحریری طور پر زمین کسی مدرسہ کے لئے وقف کرنا در حقیقت اقرار کے مترادف ہے جس سے وقف لازم نہیں-وقف کے ناقابل واپسی ہونے کے لئے حاکم وقت کا فیصلہ ضروری ہے موجودہ وقت میں سرکاری کاغذات میں انتقال ہونا سرکاری فیصلہ کا نعم لبدل ہے اس لئے جب سرکاری انتقال مکمل ہو جائے پھر تو مالک کو رجوع کرنے کا حق حاصل نہیں لیکن اس سے قبل اگر اللہ تعالی کے دربار میں اس قطعہ اراضی کا اللہ تعالی کے مقدس دین کی خدمت کے لئے قبولیت کا فیصلہ نہ ہوا ہو تو ممکن ہے کہ مالک اپنے کئے ہوئے اقدام پر نادم ہو کر زمین واپس لے سکتا ہے-

والدلیل علی ذالک مافی العلائیہ

والملک یزول عن الموقوف باربعۃ بافراز مسجد کما سیجئی و بقضاء القاضی (وقال ابن عابدین) ای ملک الواقف فیصیر الوقف لازما بالاتفاق علی التلازم بین اللزوم والخروج عن ملکہ (رد المحتار علی الدرالمختار ج ۳ / ۳۹۰)

ترجمہ-وقف کی ہوئی زمین سے واقف کی ملکیت چار چیزوں میں سے کسی ایک سے زائل ہوتی ہے مسجد کے لئے زمین الگ کرے-اور یا قاضی اس پر فیصلہ دیدے(ابن عابدین فرماتے ہیں-پس وقف لازم رہے گا- کیونکہ ملکیت سے نکلنا اور وقف کا لزوم آپس میں لازم ہیں)

چونکہ مدرسہ والوں نے اس زمین میں چاردیواری کے اخراجات مالک زمین کے وقف کے اعتماد پر

علماء اور معیشت

ذاکر حسن نعما

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ معاشرہ میں مختلف قسم کے افراد مل جل کر رہتے ہیں۔ دین
دنیا کے لحاظ سے ایک دوسرے کی طرف محتاج ہیں۔ ہر آدمی اپنی صلاحیت اور شوق کے
مطابق کسی نہ کسی پیشے کے اندر مشغول ہے جس کی وجہ سے زندگی رواں دواں ہے۔ لیکن
بعض کم فہم، دین سے نابلد یا دین بے زار لوگ عالم کو سرے سے معاشرہ کا فرد ماننے کو تیار ہی
نہیں۔ ان کے خیال میں علماء اور طلباء معاشرہ پر معیشت کے لحاظ سے بوجھ ہیں اس لئے کہ
یہ حضرات ملکی معیشت میں کوئی حصہ نہیں لے رہے بلکہ ان کی معیشت کا بوجھ پورے
معاشرے پر ہے اور معاشرہ کے تمام افراد اور حکومت ان کے بوجھ کو برداشت کر رہی ہے۔
اسی غلط سوچ کی وجہ سے یہ لوگ مدارس دینیہ کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ جن کے
دلوں میں دین کی قدر ہے ان کی طرف سے ان دیندار لوگوں کو پر خلوص مشورہ دیا جاتا ہے
کہ مدارس کے اندر حصول علم کے ساتھ ساتھ ان طلباء کو اگر کوئی دنیاوی ہنر بھی سکھایا
جائے تو عملی دنیا میں یہ دیندار طبقہ اپنی معیشت کا خود کفیل ہوگا۔ نہ تو لوگ ان کو بوجھ
سمجھیں گے اور نہ یہ خود معیشت کی تنگی محسوس کریں گے۔ اسباب کی دنیا میں دنیاداروں کا
یقین ہے کہ اسباب معیشت کو اختیار کرنے میں خوش عیشی اور مضبوط معیشت ہے۔ لیکن
قرآن سے پوچھو تو وہ تنگی معیشت کی کوئی اور وجہ بتلاتا ہے ارشاد باری ہے من اعرض عن
ذکری فان له معیشة ضنکا۔ جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس
کے لئے (قیامت سے پہلے دنیا اور قبر میں) تنگی کا جینا ہو (طہ) مولانا اشرف علی تھانوی
فرماتے ہیں۔ اور دنیا میں تنگی باعتبار قلب کے ہے کہ ہر وقت دنیا کے حرص میں ترقی کی فکر

تنگی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ (بیان القرآن ج ۷ ص ۳۶) معیشت کی اصل تنگی دین سے اعراض ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے مالدار انسانوں کے واقعات اور حالات دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں کہ باوجود فراخی اسباب عیش کے ان کی زندگی اجیرن ہوتی ہے۔ بعض اوقات خود کشی کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ ماضی قریب میں اس کی مثال گل ونا پتی کے مالک کی ہے جس نے صوبہ سرحد کے اٹک پل سے دریا کابل میں کود کر خود کشی کی تھی۔ کسی کا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ کسی کو ڈاکٹر نے اعلیٰ اور طاقتور خوراک سے منع کیا ہوتا ہے کسی کی راتوں کی نیند حرام ہوتی ہے۔ اس کے لئے گولیاں وافر مقدار میں استعمال کرتا ہے۔ ان لوگوں کے مقابلہ میں فقراء اور صلحاء کی زندگی دیکھیں جن کے پاس اسباب عیش بالکل مفقود ہوتے ہیں لیکن خوش عیشی عروج پر ہوتی ہے۔ ان حضرات کی زندگی بظاہر پریشان نظر آتی ہے لیکن اندر سے ایسی خوشی محسوس کرتے ہیں جس کی کوئی انتہاء نہیں ہوتی اس کی بالکل ایسی مثال ہے کہ ایک آدمی کباب کھا رہا ہے۔ ٹھنڈے موسم میں اس کی پیشانی اور منہ پر پسینہ بہہ رہا ہے۔ مرچیں لگتی ہیں تو سوں سوں کرتا ہے کباب کی لذت سے بے خبر انسان جب اس کی طرف دیکھتا ہے تو ترس کھا کر دل میں کہتا ہے یہ بے چارہ کتنا پریشان ہے یہ کباب کھانا چھوڑ ہی کیوں نہیں دیتا جس کی وجہ سے حالت اتنی خراب ہے۔

اس نادان ہمدرد کو یہ معلوم نہیں کہ کباب کھانے والا اندر سے کیسی خوشی محسوس کر رہا ہے بلکہ جب تک پیٹ میں گنجائش ہو تو ھل من مزید کی صدا لگاتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے من عمل صالحاً من ذکر او انثی وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ جو شخص کوئی نیک کام کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو بالطف زندگی دیں گے۔

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔ حیوۃ طیبہ سے یہ مراد نہیں کہ اس کو فقر یا مرض کبھی نہ ہو گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اطاعت کی برکت سے اس کے قلب میں ایسا نور پیدا ہو گا جس

Scanned with CamScanner

سے وہ ہر حال میں شاکر وصابر اور رضاء تسلیم سے رہے گا (بیان القرآن ج ٦ ص ٦١)

پروپیگنڈا کا اثر

جن لوگوں نے پروپیگنڈا کیا کہ علماء کا معیشت میں حصہ نہیں اس لئے کہ یہ پورے معاشرہ پر بوجھ ہیں - اس سے بعض دیندار لوگ بھی متاثر ہو گئے - اور یہ کہنے لگے کہ واقعی علماء حضرات کو اپنے گزران کے لئے کوئی ہنر سیکھنا ناگزیر ہے - تاکہ دین کے کام کے ساتھ ساتھ پیٹ کے لئے بھی کچھ کما سکیں - ان حضرات کا متاثر ہونا ایک لحاظ سے بے جا نہیں اس لئے کہ طبقہ علماء کی باقاعدہ کفالت آج تک کسی حکومت نے کی ہے نہ اس کی ضرورت محسوس کرتی ہے - بلکہ ان کو بے کار پرزہ سمجھی ہے اور ساتھ یہ مشورہ دیتی ہے کہ مدارس دینیہ کی نصاب میں عصری علوم کو شامل کرو تاکہ دین و دنیا میں ہم آہنگی پیدا ہو کر معیشت کی دوڑ میں فارغ التحصیل علماء کسی نہ کسی طریقہ سے حصہ دار بن سکیں - حالانکہ ان کو چاہئے کہ دنیاوی ادارے جو ان کے زعم میں معیشت کی دوڑ میں شریک ہیں ان کے لئے نصاب میں قرآن وحدیث کا کوئی حصہ مقرر کریں تاکہ ان کی صورت اور سیرت اسلام کے مطابق بن جائے - تاکہ ایسے افراد کے ساتھ معاشرہ کے کسی فرد کا واسطہ آئے تو کسی کو دقت کا سامنا نہ کرنے پڑے - یہی وجہ ہے کہ کسی نجی یا سرکاری ادارہ میں جن سے واسطہ پڑتا ہے تو انسان سوچتا ہے کہ یا اللہ پاکستان میں کس کا اور کیسے کام پورا ہوتا ہے - کچھ عرصہ قبل ذی وجاہت لوگوں کی سفارش سے کام چلتا تھا - اب صرف رشوت باقی رہ گئی - پوچھو تو جواب ملے گا رشوت ہماری مجبوری ہے حالانکہ آخرت کا حساب بھی ضروری ہے -

علماء کی مجبوری

حکومت کی طرف سے باقاعدہ کفالت نہ ہونے کی وجہ سے وہ علماء قابل صد مبارکباد ہیں جو اپنے بسر اوقات کے لئے کوئی کاروبار یا پیشہ اختیار کرتے ہیں تاکہ حلال رزق کمائیں اور اس

Scanned with CamScanner

کے ساتھ ساتھ تبلیغ، تدریس، تصنیف اور خطابت وغیرہ کے فرائض اپنی طرف سے ثواب سمجھ کر سرانجام دیتے ہیں ان حضرات کو مجبوراً ایسا کرنا پڑا۔ لیکن ان سے بڑھ کر وہ حضرات ہیں جو باوجود اس کسمپرسی کے دین کا کام کسی حالت میں نہیں چھوڑتے۔ ان کو کسی دنیاوی حلال کاروبار شروع کرنے کی بھی فکر نہیں ہوتی بلکہ اللہ کے بھروسہ پر دین کی خدمت کرتے ہیں۔ وہاں سے قوت لایموت کے مقدار تنخواہ ملتی ہے۔ یہ حضرات دین کے کام پر تنخواہ نہیں لیتے بلکہ دین کے کام کے لئے اجرت لیتے ہیں۔ اجرت اس لئے لیتے ہیں تاکہ دین کی محنت کا کام تسلسل کے ساتھ جاری رہے۔ اگر ان کا مقصد دین پر کمائی ہوتا تو تدریس وغیرہ کی بجائے کوئی اور دنیاوی دھندہ شروع کر دیتے۔

معیشت میں حصہ نہ لینے کی وجہ

علماء کرام دین کے کام میں مصروف رہ کر کسی دنیاوی کاروبار میں مشغول نہیں ہو سکتے۔ تجربہ اس پر شاہد عدل ہے۔ جو حضرات خود کو دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیں وہ براہ راست خود معیشت کے میدان میں شامل نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضرباً فی الارض (صدقات) اصل حق ان حاجت مندوں کا ہے جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ (یعنی دین کی خدمت) میں (اور اسی خدمت دین میں مقید اور مشغول رہنے سے) وہ لوگ (طلب معاش کے لئے) کہیں چلنے پھرنے کا (عادۃ) امکان نہیں رکھتے۔ (البقرہ)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ حبسھم الجھاد اوالعجل فی مرضاۃ اللہ تعالیٰ۔ ان کو جہاد یا کسی اور نیک عمل نے اللہ کی رضا کی خاطر طلب معاش سے روک رکھا ہو (روح المعانی ج ۲ ص ۴۷) اس لئے دین کا کام کرنے والوں کا بیت المال اور لوگوں کے اموال میں حق بنتا ہے۔ اگر یہ حضرات معیشت کی دوڑ میں براہ راست خود حصہ لیں تو معاشرہ سے ایک اہم فرد کم ہو جائے گا۔ ایسا عالم جو صرف معیشت میں شریک ہو جائے پھر وہ عالم کہلانے کا بھی

مستحق نہیں-عالم وہی ہے جو دین سیکھ کر دین کا کام کرے-

مقصد تخلیق-جو لوگ علماء کرام کو معیشت کی دوڑ میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں، انسان کے مقصد تخلیق کو نہیں سمجھتے-ہر مسلمان کو یہ بات معلوم ہے کہ انسان کھانے پینے کے لئے پیدا نہیں ہوا- یہ تو ایک وقتی ضرورت ہے-اس وقتی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اسلام نے حلال راستے بتلا دیئے-اسلامی حکومت کے ذرائع آمدن میں ایک ذریعہ جہاد ہے-اس راستے میں مال غنیمت ملتا ہے-یہ بات یاد رہے کہ جہاد کا مقصد مال کمانا نہیں بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ ہے کہ دنیا میں اللہ کے کلمہ کا بول بالا ہو-خواہ مال غنیمت ہاتھ لگے یا نہ لگے-بلکہ اب تو ایٹمی دور ہے جنگ جیتنے والے ملک کی بھی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے-اگر کوئی قوم یہ فیصلہ کرے کہ جہاد اب مال کی امدن کا ذریعہ نہیں لہذا جہاد منسوخ ہے تو یہ فیصلہ قرآن وحدیث کی صریح نصوص کے خلاف ہوگا-کیونکہ اصل مقصد جہاد کا اسلام کا غلبہ اور شوکت ہے-کوئی یہ نہ کہے کہ دنیا میں اسلام کمزور ہے-

کائنات کی روح-جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ انسان کا اصل مقصد کھانا پینا نہیں بلکہ دینداری ہے-خواہ روٹی، کپڑا اور مکان کی سہولت موجود ہو یا نہ ہو تو علماء کرام کو جو کائنات کے وجود کے لئے بمنزلہ روح کے ہیں کیوں زبردستی معیشت کے میدان میں براہ راست شریک کرنا چاہتے ہیں-پوری دنیا کی حیثیت تو اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر نہیں-لہذا مچھر کے پر کو قائم رکھنے کے لئے علماء کرام جیسی اہم اور اعلیٰ جنس کو دعوت دینا محض نادانی ہے-تمام دنیاوی ترقیاں اور آبادیاں تو صور اسرافیل کی تیاری ہے-اسرافیل علیہ السلام کی ایک پھونک کے ساتھ ساری ترقی یافتہ آباد دنیا زیروزبر ہو جائے گی-لیکن نیک و بد عمل برقرار رہے گا-کائنات کا وجود اللہ کے نام سے قائم ہے-اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک دنیا میں اللہ کا نام لیوا موجود ہو-سوچنے کا مقام یہ ہے کہ دنیا کو ماہرین معیشت اور

اسباب معیشت اختیار کرنے والوں نے تھام رکھا ہے یا اسباب معیشت سے عاری انتہائی غریب مسلمان نے جو اللہ اللہ کر رہا ہے۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نام کو باقی رکھنے کے لئے علماء کرام کو ذریعہ بنایا یہ لوگ دن رات قرآن و حدیث کی خدمت میں مشغول رہتے ہیں ان کی یہ مبارک محنت اللہ کے نام کی بقاء کا ذریعہ ہے اس لحاظ سے یہ حضرات کائنات کی روح ہیں معیشت کا ڈھانچہ کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو مگر اللہ کا نام نہ ہو تو ڈھانچہ بالکل نیست و نابود ہو جائے گا۔ لہذا اللہ کے یہاں قدر دان علماء کرام ہیں اب ان قدر دان حضرات کو بے کار، نکھٹو، قدامت پسند، بنیاد پرست اور معیشت سے ناواقف کہنا بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے۔

یہاں تک یہ بات ثابت ہو گئی کہ علماء کرام اگرچہ معیشت کے میدان میں براہ راست شریک نہیں لیکن معیشت کا ڈھانچہ اور پوری دنیا کی ترقی یافتہ شکل ان کے دم سے قائم ہے۔

دیگر افراد کا معیشت میں حصہ۔

علماء کرام کے بارے میں یہ تاثر دیا گیا کہ معیشت میں ان کا کوئی حصہ نہیں بلکہ الٹا معاشرہ پر بوجھ ہیں۔ ہمیں خالی الذھن ہو کر یہ سوچنا چاہئے کہ معاشرہ کے دیگر افراد معیشت کے میدان میں براہ راست یا بالواسطہ حصہ دار ہیں یا نہیں۔ اگر معاشرہ کے دیگر افراد میں کچھ ایسے کردار پائے جاتے ہیں۔ جن کا علماء کرام کی طرح معیشت میں براہ راست حصہ نہیں تو صرف علماء کرام سے کیوں شکایت ہے۔

ضروریات معاش۔ قبل اس سے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ معیشت میں کن افراد کا حصہ ہے کن کا نہیں۔ جن کا حصہ ہے وہ کتنا ہے۔ براہ راست ہے یا بالواسطہ۔ اول یہ معلوم کریں کہ معیشت کے لئے ضروری اشیاء کون کون سی ہیں۔ (۱) ہوا (۲) پانی (۳) روٹی (۴) مکان

Scanned with CamScanner

(۵) ہوا - ہوا کے بغیر زندہ رہنا مشکل ہے - اللہ تعالیٰ نے صاف اور شفاف ہوا پیدا کی
اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہسپتالوں میں کبھی مریض کو آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے
اس گیس کے اجزاء بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں - ہوا زندہ رہنے کا بڑا اور ضروری ذریعہ
اس سب معیشت میں اللہ وحدہ لاشریک ہے -

پانی - پانی کے بغیر بھی کسی جاندار کا زندہ رہنا مشکل ہے - اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے - وجعلنا
من الماء کل شیء حي اور ہم نے (بارش) کے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے (نوٹ:
حدوث خواہ بلاواسطہ خواہ بواسطہ خواہ بلاواسطہ) (بیان القرآن) پانی کی اہمیت کا کون انکار کر سکتا
ہے - اس کا خالق اللہ ہے - پانی جیسی اہم معیشت کی ضرورت میں غیر اللہ کی شرکت کا تصور
بھی ناممکن ہے -

اللہ نے کتنی وافر مقدار میں پیدا کیا ہے - دنیا کی ساری لیبارٹریاں چند پیاسوں کے لئے H2O
کے فارمولہ سے پانی بنا کر ان کی پیاس نہیں بجھا سکتیں - اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے زمین
کے اندر سٹور کر دیتا ہے - کنوؤں اور چشموں کی شکل میں پھر تازہ پانی نکل آتا ہے -

روٹی - اس میں تمام ماکولات شامل ہیں - گندم ' چاول ' باجرہ ' جو ' مکئی ' تمام سبزیاں ' حلال
گوشت ' مچھلی وغیرہ - ان تمام اشیاء کو اللہ تعالیٰ بلا شرکت غیرے پیدا کرتا ہے - زمیندار
صرف بوائی اور کٹائی کرتا ہے ہر وقت خطرہ سا رہتا ہے کہ پتہ نہیں فصل اگے گی یا نہیں -
زمیندار دانہ زمین میں ڈال سکتا ہے لیکن اس کی باریک کونپل زمین کے سینہ کو چیر کر جب باہر
آتی ہے تو یہ اللہ کی قدرت ہے - زمیندار کا ماکولات میں حصہ ہے - لیکن غلہ کی فصل کے لئے
'پانی ' موسم اور اس کو پیدا کرنا وغیرہ اہم امور قدرت خداوندی سے پورے ہوتے ہیں - اس
لئے ارشاد ہے -

ء انتم تزرعونه ام نحن الزارعون - اس کو تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں "
(الواقعہ) یعنی زمین میں اگر تخم ڈالنا تمہارا عمل ہے تو اس کو زمین سے نکالنا کس کا فعل ہے "

۲۶۳

Scanned with CamScanner

اسی طرح حلال جانوروں کا بھی اللہ خالق ہے۔انسان صرف اپنی حلال کمائی سے اس کو خریدتا ہے۔گوشت آج تک کسی نے مصنوعی طریقے سے نہیں بنایا۔بعض قدرتی اشیاء میں انسانی عمل کے دخل سے نئی چیز وجود میں آتی ہے۔مثلاً میدے سے مٹھائی کی مختلف شکلیں بنانا۔مٹھائی انسان نے بنائی لیکن اس کے مادہ اور سلیقہ کا خالق اللہ ہے۔میدے اور آٹا اللہ نے پیدا کیا اور بنانے کا سلیقہ عقل سلیم کے ذریعہ اللہ نے سکھایا۔گویا مٹھائی بنانے میں بھی انسان اللہ کا محتاج ہے۔

مکان۔مکان بھی زندگی کی اہم ضرورت ہے۔گرمی، سردی، دھوپ، بارش وغیرہ سے بچاؤ کا اہم ذریعہ ہے۔اس میں استعمال ہونے والی لکڑی، پتھر اور مٹی وغیرہ کا خالق اللہ ہے۔سیمنٹ کے پتھر کو اللہ نے پیدا کیا۔اینٹ کی مٹی کا اللہ خالق ہے۔مکان بنانے میں انسان کا دخل صرف اس کا سلیقہ ہے۔وہ بھی اللہ نے دیا ہے۔بلکہ غور کیا جائے تو پرندے بھی اپنے گھونسلے بنانے میں بڑے بڑے انجینئروں کو مات دے گئے۔انسان کئی سال کی محنت کے بعد انجینئر بنتا ہے پھر مکان ڈیزائن کرتا ہے لیکن بعض پرندے ایسے ہیں جنھوں نے کسی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل نہیں کی لیکن ان کے رہائشی مکانات میں شاہکار انجینئرنگ نظر آتی ہے شہد کی مکھی کا چھتہ اس طرح تیار ہوتا ہے کہ اس سے شہد بالکل نہیں ٹپکتا۔

لباس۔بدن ڈھانپنے کے لئے لباس کی ضرورت ہے۔اس کے لئے روئی وغیرہ کو اللہ نے پیدا کیا۔اس کے بعد فیکٹری میں انسانی ہنر سے کپڑا تیار ہوتا ہے۔کپڑے کا مادہ اللہ نے پیدا کیا۔کپڑا بنانے کا ہنر اور سلیقہ بھی اللہ نے دیا۔گرمی اور سردی سے بچاؤ کے لئے اون وغیرہ کے کپڑے بنتے ہیں۔ان سب کا خالق اللہ ہے۔اشیاء مذکورہ میں پانی اور ہوا کے اندر تو کسی انسان کا دخل نہیں۔البتہ مکان، روٹی اور لباس میں انسانی دخل ہے لیکن مادہ اور سلیقہ کا خالق اللہ ہے اگر اللہ کی طرف سے کسی شي کے مادہ کی تخلیق اور سلیقہ کا فیضان نہ ہوتا تو انسان معاش کی ان

ضرورتوں میں بالکل بے بس ہو جاتا۔ لیکن اللہ نے فضل فرما کر تمام ضروری امور میں پورے فرما دیے۔

معاش کے معاون کردار۔ جن افراد کو لوگ معیشت میں معلون کردار سمجھتے ہیں ان کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔

آڈٹ۔ یہ محکمہ حساب اور احتساب کے لئے بنایا گیا ہے۔ پاکستان آرمی کے لئے ایک الگ مستقل محکمہ بھی ہے۔ اس محکمہ کا کام صرف حساب اور احتساب ہے۔ اس مد میں کام کرنے والے معیشت کی کونسی بنیادی ضرورت براہ راست پوری کر رہے ہیں۔ جوتا نہیں بنا رہے۔ گندم نہیں اگا رہے۔ سبزیوں کی کاشت نہیں کر رہے۔ کپڑا نہیں بنا رہے۔ مریضوں کے لئے مفید دوائیاں تیار نہیں کر رہے۔ لیکن پھر بھی اس محکمہ کو مفید اور ضروری سمجھا جاتا ہے۔

فورسز۔ بری، بحری اور ہوائی قوتیں اس کے لئے تین قسم کی مسلح افواج ہیں۔ براہ راست معیشت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ ہاں یہ تینوں ملکی سرحدات کی بیرونی دشمنوں کے حملوں سے حفاظت کرتے ہیں۔ ملک کی جغرافیائی حدود ان کی وجہ سے محفوظ رہتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کا جینا آسان ہوتا ہے۔ معاش کی بنیادی ضرورتوں میں کون سی ضرورت پوری کر رہے ہیں کوئی بھی نہیں۔ لیکن پھر بھی ان کا وجود ضروری ہے اس لئے ملکی بجٹ کا اکثر حصہ ان پر خرچ ہوتا ہے۔

اسی طرح مدارس دینیہ والے نظریاتی حدود کی حفاظت فرماتے ہیں۔ لوگوں کو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتے ہیں۔ نفس اور شیطان تو ایسے دشمن ہیں کہ انسان کو ہمیشہ کی ناکامی کے ساتھ ہم کنار کر دیتے ہیں۔ باوجود اس کے بعض نادان علماء کرام کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ ضرورت کے وقت جہاد میں سب سے پہلے یہی طلباء اور علماء

ملک وقوم اور دین کی خاطر اپنے خون کا نذرانہ پیش کرتے ہیں- جہاد افغانستان میں سب سے زیادہ جام شہادت اسی طبقہ نے نوش کیے-

پولیس - درون ملک قیام امن کے لئے کام کرتے ہیں- تاکہ لوگ آپس کی دست درازیوں سے محفوظ رہیں- براہ راست ان لوگوں کا بھی معیشت میں کوئی حصہ نہیں- حکومت کی طرف سے ان پر بھی بجٹ کی کافی رقم خرچ کی جاتی ہے-

کلرک - کسی بھی دفتر میں کام کرنے والا کلرک براہ راست معیشت کے میدان میں کوئی حصہ نہیں لے رہا- لیکن کلرک کا وجود ضروری سمجھا جاتا ہے- ملک میں ان کی کافی تعداد ہے- تمام دفتری کام کرنے والے ایسے ہی ہیں- صدر اور وزیر اعظم سے لیکر چپڑاسی تک کوئی بھی معیشت کی بنیادی ضرورت پوری نہیں کر رہا باوجود اس کے کسی نے آج تک ان دفاتر کو غیر ضروری نہیں سمجھا-

ان تمام اداروں پر نظر ڈالی جائے تو یہ نتیجہ سامنے آئے گا کہ کمانے والے ادارے کم ہیں اور کھانے والے زیادہ- ریلوے، ڈاک خانہ وغیرہ کما رہے ہیں لیکن پولیس، فوج اور محکمہ صحت و تعلیم کھا رہے ہیں-

محکمہ تعلیم - ان کا کام علم و ہنر کی روشنی پھیلانا اور دنیاوی زندگی کے لئے ہر مد میں مفید کارکن پیدا کرنا ہے- تاکہ دنیاوی زندگی متاثر نہ ہو اس محکمہ پر بے تحاشہ رقم لٹائی جاتی ہے- حالانکہ اس محکمہ کا بھی معیشت میں براہ راست کوئی حصہ نہیں-

مدارس دینیہ - محکمہ تعلیم کی طرح یہ بھی علم کی روشنی پھیلاتے ہیں- محکمہ تعلیم کا کام اس علم کا پھیلانا ہے- جس کی بنیاد عقل و تجربہ اور مشاہدہ ہے اور مدارس دینیہ کا کام علم الوحی کا پھیلانا ہے جس کا تعلق ذات باری تعالی سے ہے اگر دنیاوی ہنر اور پیشے انسان کی بنیادی ضرورتیں ہیں تو علم دین اور اس پر عمل اس سے بڑھ کر بنیادی ضرورت ہے- جیسے پانی اور ہوا انسان کی اشد

ضرورت ہے۔ اسی طرح دین اور مذہب بھی اس کی اہم ضرورت ہے۔ ملک میں اگر ایک طرف ڈاکٹر' انجینئر' سائنسدان' پروفیسر وغیرہ کی ضرورت ہے تو دوسری طرف عالم' مبلغ' مجاہد' مصنف' امام اور خطیب کی بھی ضرورت ہے معاشرہ کو تمام کرداروں پر اگر خرچ ضروری ہے تو طبقہ علماء کے لئے بھی بجٹ سے رقم مختص کرنا ضروری ہے۔ محکمہ تعلیم پر اربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے لیکن نتیجہ ساری دنیا کے سامنے ہے۔ دوسری طرف مدارس دینیہ پر قوت لا یموت کے حساب سے خرچ ہو رہا ہے وہ بھی عام و خاص مسلمانوں کے ذاتی تعاون سے لیکن اس کے نتیجے میں مدارس دینیہ سونا اگل رہے ہیں۔ سکول کالج اور یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل حضرات پر اربوں روپیہ خرچ ہوتا ہے وہ جب مختلف محکموں میں کام کرتے ہیں ان کو تنخواہیں' مکانات اور مختلف سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ بعض اہم عہدوں والوں پر تو ماہانہ لاکھوں روپیہ لٹایا جاتا ہے پھر بھی کسی کی زبان نہیں کھلتی۔ اس کے مقابلہ میں مدارس دینیہ کا بڑا عہدیدار شیخ الحدیث کی زندگی اور خرچ دیکھیں عام رہائش اور معمولی تنخواہ ہوتی ہے۔ وہ بھی دیندار اور مخیر حضرات کے خون پسینہ کی کمائی سے ادا کی جاتی ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو چاہئے کہ مدارس دینیہ اور علماء کرام کے وجود کو ایک بنیادی ضرورت سمجھیں۔ اور دین کی سرپرستی کرے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک دینی اور دنیاوی لحاظ سے ترقی کرے گا۔

بقیہ صفحہ ۱۷ کا

اٹھائے ہیں اس لئے ان اخراجات کی ادائیگی کا مالک زمین پابند رہے گا۔ اور مدرسہ والے اسی رقم کو لیکر مدرسہ کے دوسرے ضروریات مثلاً زمین خریدنا یا تعمیری اخراجات میں لگا سکتے ہیں۔

پردہ کی شرعی حیثیت

مفتی نجم الرحمان

قوت بہیمیہ سے مغلوب شہوت پرستی کے شکار اہل مغرب اورانکے مقلدین نے حوا کی بیٹی کے ساتھ جو ظلم کیا ہے اس کی کوئی انتہاء نہیں - انکے ہاں عورت اس وقت تک کامل نہیں بن سکتی جب تک کہ وہ تمام محافل تقریبات اور تفریحی مقامات کی زینت نہ بنے گویا اسکی زندگی کامقصد مردوں کو خوش رکھنا ہے -اگرچہ اس کی عزت کا نام ونشان باقی نہ رہے یہی وجہ ہے کہ آج کل عورت کو آلۂ تشہیر کے طورپراستعمال کیا جارہاہے - آٹھ دس آنے کی کوئی گھٹیا چیز اس وقت تک فروخت نہیں ہوسکتی - جب تک کہ اس پر کسی عورت کاعریاں عکس موجود نہ ہو 'کیا عورت کو محض ان مذموم عزائم کے تحت استعمال کرنے سے معاشرہ میں عزت کامقام حاصل ہوسکتاہے - چونکہ عورت کو یہ مقام دینا وقتی جذبات کا نتیجہ ہے - اس لیے وقتی جذبات کی شکار حیاء کی حس سے محروم فکر فردا سے غافل عورت اس مقام کو قابل فخر سمجھ کر بخوشی قبول کرتی ہے - لیکن جب اسکی جوانی اورحسن وجمال کا زور ٹوٹ پڑتاہے اورمعاشرے میں پھراسکی حقیقی صورت کی قیمت آٹھ دس آنے بھی باقی نہیں رہتی تو اس وقت اس کواپنی غلطی کا احساس ہونے لگتا ہے

پردہ عورت کی فطرت ہے

چونکہ عورت معاشرے کاایک اہم فرد ہے پورے معاشرے کا امن وامان اورعزت وکرداروقار عورت کی حیاداری پر مبنی ہے جو کہ عورت کا طبعی تقاضا ہے - کیونکہ کوئی بھی سلیم الفطرت حیادار عورت یہ نہیں چاہتی کہ اسکا جسم اجنبی مردوں کی غلط نگاہوں اورشہوانی حرکات کی تکمیل کی آماجگاہ بنے بلکہ اسکا طبعی تقاضا یہ ہوتا ہے کہ وہ

Scanned with CamScanner

ہر حال میں حیاء کے لباس سے آراستہ ہو۔ اس لئے کہ پردہ کی بنیاد حیاء ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاارشاد گرامی ہے ان المراۃ عورۃ کہ عورت چھپاکر رکھنے کی چیز ہے۔

شریعت مطہرہ نے عورت کو دائمی عزت دلانے کی خاطر طبعی تقاضے کے تحت اس پر پردہ لازم قرار دیاہے۔ رہن سہن اورمعاشرتی ضروریات کے پیش نظر عورت کومختلف مردوں سے واسطہ پڑتاہے ۔ کبھی محارم سے کبھی اجنبی مردوں سے اور کبھی رشتہ دار مردوں سے ۔ ان تینوں قسموں کے متعلق مختلف احکامات بیان کیے گئے ہیں

محرم مردوں سے معاملے کاجائزہ

عورت کے لیے اصل یہ ہے کہ اسکا جسم ہروقت باپردہ اورمستوررہے ۔ لیکن ہروقت جسم کو چھپا کر رکھنے میں حرج ہے ۔ دفعہ حرج کی بنا پر شریعت مطہرہ نے محرم مردوں کیسامنے بعض اعضاء ظاہرکرنا جائز قرار دیاہے

ایک تو محرم مردوں سے معاملات زیادہ پیش آتے ہیں دوسرا ان سے فتنے کاخوف نہیں ہوتا اس لیے محرم مردوں کے متعلق عورت پر نہ حجاب لازم ہے اور نہ گفتگو میں وہ قیودات ملحوظ ہیں جو اجنبی مردوں کے بارے میں ہوتے ہیں 'بلکہ گھر کے اندر محرم مرد عورت کے پیٹ پیٹھ اور ران کے علاوہ دوسرے اعضا کی طرف دیکھ سکتاہے اللہ تعالی کاارشادہے

ولایبدین زینتھن الا لبعولتھن او آبائھن الایۃ(1)

ترجمہ =۔ اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں مگراپنے شوہر پر یا (اپنے محارم) باپ پر' اور اس کے علاوہ جومحارم ذکر کئے گئے ہیں ان پر

اس آیت میں زینت سے مراد مواضع زینت ہے ۔ اورمواضع زینت کا اطلاق پیٹ پیٹھ اورران کے علاوہ دوسرے اعضاء چہرہ ' سر ' سینہ ' پنڈلیوں اوربازوؤں پرہوتاہے(2)

وینظر الرجل من ذوات محارمه الى الوجه والراس والصدر

والساقین والعضدیق ولا ینظر الی ظھرھا وبطنھا وفخذھا(3)

ترجمہ :- مرد اپنی محارم عورتوں کے چہرے ' سر سینے پنڈلیوں اور بازوؤں کی طرف دیکھ سکتا ہے اور اسکی پیٹھ ' پیٹ اور ران کی طرف نہیں دیکھ سکتا

محارم مرد وہ ہیں جن کے ساتھ ہمیشہ کے لیے عورت کا نکاح حرام ہو چکا ہے یہ حرمت نسب کی وجہ سے ہو یا رضاعت کی وجہ سے ہو یا مصاھرت (سرال) کی وجہ سے ہو - لیکن پردے کے بارے میں صرف نسبی محارم مراد ہیں

موجودہ دور کی اخلاقی کمزوریوں کی وجہ سے فقہائے کرام نے رضائی بھائی سے یا وہ شخص جس کے ساتھ مصاھرت کی وجہ سے حرمت آئی ہو ان سب سے پردہ لازم قرار دیا ہے اسی طرح اگر خوشدامن جوان ہو اور اس کے ساتھ خلوت نشینی میں فتنے کا خوف ہو تو اس صورت میں اس کے ساتھ خلوت نشینی سے احتراز لازم قرار دیا ہے (4)

گھر میں رہنے کی اہمیت

عورت کی عزت شرافت کے تحفظ اور معاشرے کو فتنوں سے محفوظ رکھنے کی خاطر عام حلات میں اس کو گھر میں رہنے کا حکم ہے

وقرن فی بیوتکن الآیہ(5)

ترجمہ :- اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے شب وروز گزارنے کی اصل جگہ اسکا اپنا گھر ہی ہے آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا ضرورت پردہ کے ساتھ بھی گھر سے باہر نکلنا اچھا نہیں- جہاں تک ہوسکے نامحرم مردوں کی نظروں سے لباس اور پردے کا کپڑا (برقعہ وغیرہ) بھی پوشیدہ رکھنا چاہئے - فقہائے کرام فرماتے ہیں جو کپڑا عورت کے بدن کے ساتھ لگا ہو اس کی طرف دیکھنا جائز نہیں حدیث شریف میں عورت کے گھر میں رہنے کو اللہ تعالی کے ساتھ قربت کا بڑا ذریعہ قرار دیا ہے - کیونکہ جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان کو اس کے خلاف لوگوں کے غلط

جذبات ابھارنے کاموقع مل جاتاہے۔ جس کی وجہ سے اس کی عصمت محفوظ نہیں رہتی

عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المراۃ عورۃ اذاخرجت من بیتھا استشرفھا الشیطن وانھا لاتکون اقرب الی اللہ منھا فی قعر بیتھا۔(6)

ترجمہ =۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے' اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتاہے اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ تعالی سے قریب ہوتی ہے جبکہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے

چنانچہ اگر ضرورت کے تحت یعنی علاج معالجہ یا کسی اورحاجت کے لیے گھر سے نکلے جس کو شریعت نے ضرورت کادرجہ دیا ہوتو ایسی چادر یا برقعہ اوڑھ کرنکلے جس سے پورا جسم چھپا ہوا ہواور زینت کے اظہار کاسبب نہ ہو

یا یھا النبی قل لا زواجک وبنٰتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلا بیبھن۔(7)

ترجمہ =۔ اے نبی آپ اپنی بیبیوں سے اپنی صاجزادیوں سے اور دیگر مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے ' (کہ جب ضرورت پر گھر سے باہرجانا پڑے تو) اپنے (چہروں) کے اوپر (بھی) چادروں کاحصہ لٹکا کر (چہروں) کے قریب کرلیا کریں

اس سے یہ معلوم ہوتاہے کہ بغیر چادر یا برقعہ کے گھر سے نکلناجائز نہیں اسی طرح محض دوپٹہ یا ایسی باریک چادر جس میں عورت کے اعضاء بالاامتیاز معلوم ہوتے ہوں گھر سے نکلتے وقت استعمال کرنا ممنوع ہیں

اجنبی مردوں سے پردے کا حکم

اجنبی مردوں سے ایک تو معاملات کم پیش آتے ہیں بعض اوقات اگر کوئی معاملہ پیش بھی آئے لیکن ان سے چونکہ فتنے کا خوف ہوتاہے اس لیے انکے بارے میں عورت پر حجاب

Scanned with CamScanner

لازم قرار دیا' حجاب میں جسم کے دوسرے اعضاء کے علاوہ چہرے اور دونوں ہاتھوں کا چھپانا بھی ضروری ہے اگر کوئی ایسی حالت ہو جس میں عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے چہرے اور ہاتھوں کا چھپانا مشکل ہو اگر اسکا چہرہ اور ہاتھ کھل جائے تو عورت گناہ گار نہیں

ولایبدین زینتھن الا ما ظھر منھا۔(8)

اور اپنی زینت (کے مواضع) کو ظاہر نہ کریں مگر جو ان میں سے (غالباً) کھلا رہے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو زینت کے اظہار سے منع فرمایا ہے زینت سے مراد زیورات اور مواضع زیورات ہیں ' یعنی ہاتھ ' پنڈلی بازو ' گردن سر ' سینہ کان وغیرہ کا چھپانا عورت کے لیے ضروری ہے مگر محارم اس سے مستثنیٰ ہیں

چونکہ تمام اوقات میں جسم کے تمام اعضاء کے چھپانے میں حرج ہے اس لیے ضرورت کے پیش نظر الا ما ظھر منھا سے بعض اعضاء یعنی چہرے دونوں ہاتھوں اور اصح قول کے مطابق پیروں کو مستثنیٰ قرار دیا کہ اگر بوجہ ضرورت غیر اختیاری طور پر یہ اعضاء اجنبی مردوں کے سامنے کھل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔ ماظہر سے چہرہ اور دونوں ہاتھ مراد لینا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کے مطابق ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کے مطابق ماظہر سے مراد وہ چادر یا برقعہ ہے جو عورت اپنے اوپر ڈالے کہ اگر چادر یا برقعہ اجنبیوں کے سامنے ظاہر ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کے چھپانے میں مشقت ہے

اگر چہ اکثر مفسرین اور فقہائے کرام نے سہولت کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کو ترجیح دی ہے ۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عورت کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلے تو اجنبی مردوں کے سامنے دیدہ دانستہ طور پر چہرہ اور ہاتھوں کو کھلا رکھے ۔آیت میں جو صیغہ ظہر آیا ہے اس میں غور و فکر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کیلیے قصداً" بلا ضرورت چہرے اور ہاتھوں کا کھلا رکھنا جائز نہیں کیونکہ اس آیت میں دوسرے صیغے مؤنث کے استعمال ہوتے ہیں جیسا کے یبدین ' یضربن ' یخفین یہ سب مؤنث کے صیغے ہیں ان سب صیغوں میں عورتوں

کوفاعل بنایا گیاہے افعال کی نسبت عورتوں کی طرف ہوئی ہے - کہ قصداً وارادۃً
ان افعال کی مرتکب ہوسکتی ہیں لیکن صیغہ ظہر کا فاعل عورتیں نہیں بلکہ
بواسطہ ضمیر لفظ ماقرار پایا ہے جس سے مراد چہرہ اوردونوں ہاتھ ہیں تومطلب یہ ہے کہ
یہ اعضاء خود بخود ظاہر ہوجائے تو عورت پر حرج نہیں ' ان اعضاء کے ظاہر ہونے
عورت کے فعل کودخل نہیں کیونکہ اگر اعضا کے ظاہر ہونے میں عورت کے فعل کا
ہوتا تودوسرے افعال کی طرح ظہر فعل کی نسبت بھی عورتوں کی طرف ہوتی اور
ظہر کی بجائے یظھرن ذکرکیا جاتا جس طرح یبدین ' لیضربن اوریخفین
لائے گئے ہیں 'اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر یہ اعضاء بلا قصد وارادہ ضرورت کی وجہ
ظاہر ہوجائے تو اس سے عورت گناہ گار نہیں

دوسری وجہ یہ ہے کہ ان اعضاء کے ظاہر ہونے میں رخصت ضرورت کے تحت ہے
وجہ سے نہیں کہ ان اعضاء کے ظہور میں فتنے کاخوف نہیں 'کیونکہ ہرذی عقل کے
یہ مسلم ہے کہ بازو کے اظہارمیں فتنے کا اتنا خوف نہیں جتنا چہرے میں ہوتا ہے فتنے
خوف کی وجہ سے جب بازوکے اظہار کی ممانعت آئی ہے توچہرے کے اظہارمیں بطریق
اولی ہونا چاہیئے ' لہٰذا بلا ضرورت قصداً" وارادۃً" اجنبی مردوں کے سامنے ان اعضاء
کاظاہر کرنا جائز نہیں

مغالطے کاازالہ

جن لوگوں نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے عورتوں کے لیے عام حالات میں
چہرے اور ہاتھوں کے کھلے رکھنے کو مطلقاً" جائز قراردیاہے ' اسکی بنیاد قرآن وسنت
جہالت غلط خواہشات کی تکمیل اوریورپی ثقافت کوترویج دینا ہے - خاص کراس دور
میں کہ پوری فضاء بے حیائی کی غلاظت سے بھری پڑی ہے عورتوں کو بے پردگی
اجازت دینا قہر خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے - فتنوں سے خالی پاکیزہ
بھرپور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابیات چہرہ ڈھانپنے کااہتمام فرماتی
- چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے'حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا آپ کی

حدیث میں فرماتی ہیں

فنمت و كان صفوان بن العطل ثم الذكوانى وراء الجيش فاصبح عندمنزلى فراى سواد انسان نائم فعرفنى حين رانى وكان رانى قبل الحجاب فاستيقظت باستر جاعه حين عرفنى فخمرت وجهى بجلباب(9)

ترجمہ =۔ جب قافلہ موجود نہیں تھا تو میں وہاں سوگئی ۔ صفوان بن العطل اسلمی جو بعد میں ذاکوانی سے مشہور ہوئے لشکر کے پیچھے صبح میری منزل پر پہنچے تو اس نے سوئے ہوئے انسان کا ھیولہ دیکھا اس نے مجھے پہچان لیا کیونکہ حجاب کے حکم سے قبل اس نے مجھے دیکھا تھا ۔ اس کے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے سے میں نیند سے بیدار ہوئی تو میں نے اپنا چہرہ چادر سے ڈھانپ لیا

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حجاب کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے عورتیں چہرے نہیں چھپاتی تھیں جیسا کہ کان رانی قبل الحجاب سے معلوم ہوتا ہے ' لیکن آیت حجاب کے بعد سب نے چہرہ ڈھانپنا ضروری سمجھا اگرچہرے کا ڈھانپنا ضروری نہ ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ صفوان بن المعطل سے نہ چہرہ چھپاتی تھی اور نہ اپنے پہچاننے کی یہ علت بیان فرماتی تھی کہ صفوان بن المعطل نے حجاب کے حکم سے قبل مجھے دیکھا تھا ' جب صحابیات میں چہرہ ڈھانپنے کا اتنا اہتمام ہوتا تھا تو آج کل مغربی تہذیب کی دلدادہ آزاد خیال عورتوں کو چہرہ کھولنے کی اجازت دینا اور سکول' کالجوں ' دفتروں ' پارکوں میں آزادانہ گھوم پھرنا وقت کی ضرورت قراردینا دین کیساتھ کھلا مذاق ہے ' آج کل معاشرے میں جتنی برائیاں اوربداخلاقیاں رونما ہوچکی ہیں ان سب کا اصل سبب بے حیائی اور آوارہ گردی ہے۔ اس لیے اس بے حیائی سے اجتناب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

مشترک گھر میں رشتہ داروں کے اکھٹے رہنے کا جائزہ

جہاں تک اقارب اوررشتہ داروں سے پردے کا حکم ہے اس حکم کے سمجھنے سے پہلے یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ شرعی نقطہ نظر سے رشتہ داروں کاایک ہی گھرمیں اکھٹے رہنے کی

حیثیت کیا ہے ' شرعی اصول کے تحت جس طرح مرد پر عورت کا نفقہ لازم ہے اس طرح
عورت کی رہائش کی ذمہ داری بھی مرد پر عائد ہوتی ہے

قال اللہ تعالی :۔ اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم۔ (۱۰)

ترجمہ :۔ ان کو رہنے کے لیے گھر دیدو جہاں تم خود رہو اپنی قدرت کے مطابق

اس میں یہ حکم وارد ہوا ہے کہ مرد اپنی وسعت کے مطابق بیوی کی رہائش کا بندوبست کرے رہائش میں مرد کی حالت معتبر ہوگی ۔ جب مرد پر سکنی واجب ہوا تو کیا اس پر یہ لازم ہے کہ بیوی کے لیے الگ گھر بنالے جس میں وہ اکیلی رہے اور شوہر کا کوئی رشتہ دار اس میں موجود نہ رہے چنانچہ فقہائے کرام نے وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ اگر عورت مطالبہ کرے کہ میں شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ اکٹھی نہیں رہتی تو شوہر پر لازم ہے کہ عورت کے لیے گھر میں ایک کمرہ مختص کرے جس میں وہ اکیلی رہے ' کیونکہ اگر اس کیساتھ کمرے میں شوہر کے رشتہ دار بھی موجود ہوں۔ ایک تو اس کے گھر کے سامان کا تحفظ نہیں رہیگا' دوسرا یہ کہ ہر وقت ایک ہی کمرے میں رہنے سے اس کے دوسرے حقوق متاثر ہونگے وہ آزادانہ طور پر اطمینان کے ساتھ کمرے میں تصرفات نہیں کرسکے گی البتہ اگر بیوی دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ بطن خویش اکٹھے رہنے کو ترجیح دیدے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔ اگر کوئی گھر ایسا ہو جس میں شوہر کے بھائی والدین اور دوسرے رشتہ دار رہتے ہوں اور شوہر نے اس گھر میں عورت کے لیے کوئی کمرہ خاص کیا ہو دوسرے رشتہ دار الگ کمروں میں رہتے ہوں تو عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ شوہر سے مطالبہ کرے کہ یا تو اس کے لیے الگ گھر بنالے اور یا رشتہ داروں کو گھر سے نکالے

لبت لن تسکن مع ضرتها وصهرتها ان امکنه ان یجعل لها بيتا علی حدة فی داره لیس لها غیر ذالک ولیس للزوج ان یسکن امراته وامه فی بیت واحد لانه یکره ان یجا معها وفی البیت غیرهما ولن سکن الام فی بیت داره والمراة فی بیت آخر فلیس لهاغیر ذالک۔ (۱۱)

ترجمہ :۔ اگر عورت اپنی سوکھن اور سسرال والوں کے ساتھ رہنے سے انکار کرے ۔ اگر شوہر کے لیے یہ ممکن ہو کہ اس گھر میں اس کے لیے الگ کمرہ بنالے تو عورت کے لیے اس سے زائد مطالبے کا حق نہیں ' اور شوہر کے لیے یہ مناسب نہیں کہ بیوی اور والدہ کو ایک کمرے میں ٹھہرائے کیونکہ شوہر کے لیے یہ مکروہ ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرے اور کمرے میں ان دونوں کے علاوہ دوسرے بھی موجود ہوں

علامہ ابن عابدین رحمتہ اللہ علیہ نے فقہی روایت نقل کرنے کے بعد عورت کی سکونت کے بارے میں دلنشین تشریح کی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ مختلف عبارات میں غور وفکر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے گھر میں ایک ہی کمرہ کافی ہے جو کہ محفوظ ہو اگر چہ اس گھر میں دوسرے رشتہ دار بھی رہتے ہوں لیکن اگر گھر میں موجود رشتہ داروں سے اس کو کوئی تکلیف ہو تو اس صورت میں محض ایک کمرے پر اکتفاء نہیں کیا جائیگا بلکہ اس کے لیے سکونت کا الگ انتظام کیاجائے ' انہوں نے لکھا ہے کہ مختلف لوگوں کے احوال کے پیش نظر عورت کی سکونت کی نوعیت مختلف ہوتی ہے جو لوگ صاحب استعداد ہوں تو انکے لیے ضروری ہے کہ عورت کے لیے الگ کمرہ مختص کرے اگر متوسط الحال یا فقیر ہوں جو مشترک گھر میں عورت کے لیے الگ کمرہ دینے پر قادر نہ ہوں تو اس صورت میں ایک ہی کمرہ میاں بیوی اور دوسرے رشتہ داروں کے لیے کافی ہے جیسا کہ بلاد عرب وغیرہ میں یہ دستور چلا آرہا ہے کہ دیہات اور شہروں کے غریب لوگ جھونپڑیوں اور خیموں میں اکٹھے رہتے ہیں جہاں تک ہمارے علاقے ملک شام کے لوگوں کے رہن سہن کا تعلق ہے ہمارے ہاں تو درمیانی طبقے کے لوگ بھی ایسے گھر میں نہیں رہتے جس میں دوسرے لوگ بھی موجود ہوں ۔ جب متوسط طبقے کی یہ حالت ہے تو رئیس لوگ بطریق اولی ایسا نہیں کرتے البتہ اگر کوئی گھر ایسا ہو جو کہ بھائیوں کو میراث میں ملا ہو اس مشترک گھر میں تمام بھائی اکٹھے رہتے ہیں ہر ایک کی جھت متعین ہوتی ہے لیکن سب کے منافع مشترک ہوتے ہیں یعنی مطبخ کنواں ' بیت الخلاء تندور وغیرہ مشترک طور پر استعمال کرتے ہیں

اس تفصیل سے یہ نتیجہ سامنے آیا ' کہ اگر عورت کو شوہر کے رشتہ داروں سے گھر میں

تکلیف نہ ہوتو اس صورت میں شوہر کے رشتہ داروں کیساتھ اکٹھا رہنا جائز ہے ' لیکن اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ شوہر کے رشتہ دار بھائی بھتیجے وغیرہ بدکردار نہ ہوں اگر ان کے وجود سے عورت کی عصمت کو خطرہ لاحق ہو تو اس وقت شوہر پر لازم ہے کہ بیوی کے لیے سکونت کا علیحدہ انتظام کرے

واتفق الفقهاء على اشتراط كون المسكن مشتملا" على المرافق الضروريه اللازمة للسكنى من دورة مياه ومطبخ ومنشروان تكون تلك المرافق خاصة بالسكن الااذا كان الزوج فقيرا ممن يسكن فى غرفة فى دار كبيرة متعددة الغرف والسكان بشرط كون الجيران الصالحين(13)

اس پر تمام فقہاء نے اتفاق کیا ہے کہ عورت کو مکان دینے میں یہ شرط ہے کہ وہ مکان ان تمام ضروری منافع پر مشتمل ہو جو سکونت کے لیے لازم ہوں۔ جیسا کہ بیت الخلاء ' کیچن ' کپڑے پھیلانے کی جگہ ' اس میں یہ بھی شرط ہے کہ یہ ضروریات رہنے والوں میں سے ہر ایک کے لیے خاص ہوں ہاں اگر کوئی شوہر فقیر ہو جو بڑے گھر کے ایک کمرے میں رہتا ہو اس گھر میں متعدد کمرے ہوں جس میں دوسرے رشتہ دار بھی رہتے ہوں تو اس حال میں شوہر کے لیے اکٹھا رہنا جائز ہے اس شرط پر کہ گھر میں موجود رشتہ دار صالح ہوں

گھر میں موجود رشتہ داروں سے پردے کا حکم

جب فقہی عبارات اور تاریخی روایات سے مشترکہ طور پر ایک ہی گھر میں شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ اکٹھے رہنے کی شرعی حیثیت معلوم ہوئی تو اب اسکا جاننا ضروری ہے کہ عورت کا اقارب سے پردے کا طریقہ کار کیسا ہونا چاہیئے اگر گھر میں موجود شوہر کے اقارب دیور ' جیٹھ یا انکی اولاد سے عام حالات میں اجنبی مردوں کی طرح پردہ واجب قرار دیا جائے تو اس سے بڑی مشقت لازم آئیگی یا تو عورت کو اقارب کی موجودگی میں کمرہ میں محبوس رکھا جائیگا اور جب ضرورت کے تحت کمرے سے صحن کی طرف نکلنا پڑے تو

Scanned with CamScanner

چادر یا برقعہ اوڑھ کر نکلے گی ' یا انتظار کریگی کہ جب وہ گھر سے باہر چلے جائیں تو یہ ضروریات پوری کرنے کے لیے کمرے سے نکلے گی اور یا صحن میں ہر ایک بھائی کیلئے حصہ متعین کیا جائے گا جس کے ارد گرد پردے لٹکادیئے جائیں گے ' پردے میں اپنی ضرویات پوری کرے گی بہرحال جو بھی صورت اختیار کی جائے مشقت اور تکلیف سے خالی نہیں

دفع حرج کی بناء پر عورت کے لیے گھر میں موجود رشتہ داروں سے اس طرح پردہ لازم نہیں جو اجنبی مردوں سے لازم ہوتا ہے لیکن اقارب چونکہ محارم کے زمرہ میں نہیں آتے اس لیے عورت محارم کے سامنے جو اعضاء ظاہر کرسکتی ہے اقارب کیسامنے ان اعضاء کو ظاہر نہیں کرسکتی ' بلکہ ان اعضاء میں سے صرف چہرے ' ہاتھوں اور پیروں کو ظاہر کرسکتی ہے ' چونکہ یہ رخصت ضرورت کی وجہ سے آئی ہے اس لئے یہ رخصت صرف ان اعضاء کے ساتھ خاص ہوگی جس سے ضرورت پوری ہوتی ہو 'لہذا عورت کے لیے مناسب نہیں کہ دیور یا جیٹھ وغیرہ کی موجودگی میں گردن 'پنڈلی ' سینہ وغیرہ کھلا رکھے

اگر عورت کے لیے اسباب مہیا ہوں شوہر کے رشتہ داروں سے پردہ کرنے میں اس پر کوئی مشقت لازم نہیں آتی اس صورت میں عورت کے لیے پردہ کرنا مستحب ہے ۔ اگر شوہرکے رشتہ دار نیک ہوں ان سے کسی نازیبا حرکت کا خوف نہ ہو اورپردہ کرنے سے قطع رحمی اور کبیدہ خاطری لازم آتی ہو تو اس حالت میں پردہ ترک کرنا اولی ہے کیونکہ صلہ رحمی قائم رکھنا واجب ہے البتہ اگر شوہر کے رشتہ دار بدکردار ہوں جن سے عورت کی عزت کو خطرہ درپیش ہوتو اس حالت میں صلہ رحمی کا لحاظ نہیں رکھا جائیگا بلکہ عورت پر پردہ واجب ہوگا ؛ کمافی الحدیث

عن عقبته بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایا کم والدخول علی النساء قال رجل یا رسول اللہ ارایت الحمو قال الحمو الموت(14)

ترجمہ :۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے پاس مت جایا کرو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول

اللہ عورت کے سسرال کے مردوں کے متعلق کیا حکم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سسرالی رشتہ دار تو موت ہیں

اس حدیث شریف میں فاسق وفاجر سسرالی رشتہ دار کے گھر میں آمدورفت کی تعبیر موت سے کی ہے، کہ جس طرح تنہائی میں درندے سے انسانی جسم محفوظ نہیں رہتا اسی طرح شہوت پرست سسرالی درندے سے عورت کی عصمت محفوظ نہیں رہتی

اس حدیث شریف سے استدلال کرتے ہوئے بعض علماء کرام نے عام حالات میں سسرالی رشتہ داروں سے اجنبی مردوں کی طرح پردہ واجب قرار دیا ہے کہ حدیث شریف میں سسرالی رشتہ دار کو موت قراردیاہے اس لیے ان سے پردہ واجب ہے، لیکن اس سے عام حالات میں عورت پر سسرالی رشتہ داروں سے حجاب لازم نہیں آتا۔ اگر عورتوں پر سسرالی رشتہ داروں سے حجاب لازم ہوتا تو ایک ہی گھر یا خیمے میں بھائیوں کا اکٹھا رہنا ممنوع قراردیا جاتا۔ حالانکہ کسی سے بھی اسکا عدم جواز ثابت نہیں حدیث شریف میں جس سسرالی رشتہ دار کو موت قرار دیاہے اس سے مراد یا تو وہ رشتہ دار ہے جس کی حرکات وسکنات عورتوں کے بارے میں درست نہ ہوں یقیناً" ایسے رشتہ دار کا گھر میں موجود رہنا موت کے مترادف ہے۔ اور یا اس سے مراد عورت کے ساتھ خلوت نشینی ہے۔یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں غیرمحرم عورت کے ساتھ خلوت نشینی سے ممانعت آئی ہے

من عمر رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لایخلون رجل بامرۃ الاکان ثالثها الشیطان(15)

ترجمہ =۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد جب کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو وہاں ان دونوں کے علاوہ تیسرا شخص شیطان بھی ضرور موجود رہتاہے

اگر عورت کا جیٹھ ، دیور ، نندوئی یا انکی اولاد میں کوئی ایسا شخص گھر میں موجود ہو جس سے عورت کی عزت کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہو ، تو شوہر پر لازم ہے کہ وہ عورت کیلئے سکونت کا الگ بندوبست کرے۔ اگر شوہر اس میں غفلت اختیار کرے تو شرعاً" مجرم ہوگا

وینبغی الافتاء بمافی شرح المختار ویشترط ان لایکون فی

الدار احد من احماء الزوج یوذیھا(16)

ترجمہ :۔ شرح المختار میں جو عبارت ہے اس پر فتویٰ دینا مناسب ہے ۔ یعنی عورت کو سکونت دینے میں یہ شرط ہے کہ اس گھر میں شوہر کے رشتہ داروں میں سے کوئی ایسا فرد موجود نہ ہو جس سے عورت کو تکلیف ہو، چونکہ عورت پر شوہر کے رشتہ داروں سے پردہ نہ کرنے کی رخصت ضرورت کی وجہ سے آئی ہے اس لئے یہ رخصت صرف قریبی رشتہ داروں کے ساتھ محدود رہے گی جیٹھ دیور یا ان کی اولاد ہن کے علاوہ شوہر کے وہ رشتہ دار جن میں اجنبیت پائی جاتی ہو، صلہ رحمی کی رعایت کرتے ہوئے ان سے پردے کی بارے میں احتیاط کرنی چاہئے۔

اسی طرح قریبی رشتہ داروں کے ساتھ بھی ایسی بے تکلفی اور آزادی سے احتراز کرنا ضروری ہے جو کہ فتنے کا سبب بنتی ہو۔ آج کل جو بے احتیاطیاں برتی جارہی ہیں کہ رشتہ دار آپس میں بے تکلفی اختیار کرتے ہیں خوش گپیوں کی مجالس قائم کرتے ہیں خاص کر چچا زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد وغیرہ کیساتھ جو بے دھڑک میل جول اختیار کیا جاتا ہے جو کہ اکثر فساد کا سبب بنتا ہے ایسی آزادی شرعاً ممنوع ہے

حواشی

1)القرآن الکریم النور ع 31/4

2)مولانا اشرف علی تھانوی بیان القران مکتبہ ایچ ایم سعید ج 14/2

3)العلامہ علی بن ابی بکر الھدایہ مکتبہ شرکت علمیہ ج 461/4

4)مولانا اشرف علی تھانوی امداد الفتاوی مکتبہ دارالعلوم کراچی ج 200/4

5)القرآن الکریم الاحزاب ر 33

6)رواہ الطبرانی فی الاوسط بحوالہ مولانا عاشق الٰہی - شرعی پردہ

7)القرآن الکریم الاحزاب ر 59

8)= النور ع 31/4

9)البخاری ج 594/2

Scanned with CamScanner

10) القرآن الکریم الطلاق ر 6

11) العلامہ بن عابدین ردالمختار مطلب فی مسکن الزوجہ ج 3/ 601

12) ایضاً" = = = ج 3/ 602

13) الاکتور وھب ے الزحلی الفقہ الاسلامی وادلتہ ج 7/ 805

14) البخاری ---------- مکتبہ قدیمی کتب خانہ ج 2/ 787

15) الترمذی ---------- فاروقی کتب خانہ ملتان ج 1/ 140

16) العلامہ زین العابدین الشہیر بابن نجیم البحرالرائق المکتبتہ الرشید کوئٹہ ج 4 ر 194

خوب صورتی اور پائیداری کی ضمانت

بہترین اور دیدہ زیب چپس

خریدنے کے لیے

گل چپس فیکٹری

یاد رکھیں

گل چپس فیکٹری ورسک روڈ پشاور

فون نمبر 273281

انتقال پرملال

مولانا محمود احمد لاہوری

ملک کے نامور عالم دین حضرت مولانا قاضی عبداللطیف جہلمی فاضل دیوبند ۷ ۲اپریل ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے واصل حق ہوئے
انا للہ وانا الیہ راجعون

موصوف اکابر دیوبند کے ترجمان اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے فعال تلامذہ میں شمار ہوتے تھے - حق گو اور بے باک عالم دین تھے - سیاسی اور علمی میدان میں آپ کی مساعی مدتوں تک یاد رکھی جائیں گی - جہلم کا بہت بڑا دینی مدرسہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام آپ کی خدمات کی جیتی جاگتی تصویر ہے - شریعت کی طرح طریقت میں اپنے شیخ کامل حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے ہاتھ پر بیعت کی آپ کی رحلت کے بعد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے تعلق قائم کیا - آپ کی زندگی کے نصف صدی کی خدمات کو دیکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ اپ پر اپنے دونوں اساتذہ اور مشائخ کا رنگ غالب رہا - چنانچہ سیاست میں حضرت مدنی کے اداء حق کیلئے جمیعت علماء اسلام کا پلیٹ فارم خدمت دین کے لئے موزوں سمجھا - اور قرآن و سنت کی عملی خدمات کی ترویج کے لئے تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے نام سے جماعت قائم کی -

موصوف کی رحلت علمی حلقہ کے لئے یقیناً ناقابل تلافی نقصان ہے اللہ تعالی انہیں درجات عالیہ نصیب فرمائے خدا کرے کہ آپ کے خلفاء اور تلامذہ آپ کے مشن کو جاری رکھیں - اور موصوف کی طرح ہر محاذ پر انہیں بھی دین متین کی خدمت کی توفیق نصیب ہو -

اخبار الجامعہ

مولانا تحمید اللہ جان

☆ ۲۳ مئی = اس میں کوئی شک نہیں کہ سرپرست مجاہدین افغانستان محدث کبیر مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کو علمی اور جہادی مصروفیات نے گھیر رکھا ہے۔ لیکن اس کے باوجود مدیر الجامعہ مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب کی دعوت پر انہوں نے اپنی فیاضانہ عادت کو بروئے کار لاکر طویل وقت جامعہ کے لئے عطا فرمایا۔

☆ موصوف نے جامعہ کے نظام تعلیم وتربیت اور طلباء کی حالت پر اطمینان اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ بعد میں حضرت شیخ الحدیث صاحب نے جامعہ کی مسجد میں اساتذہ اور طلباء کو علم اور اہل علم کی فضیلت کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔
آخر میں جامعہ کے ترقی کے لئے دعا فرمائی۔

۸ جون بروز پیر

تحریک عمل کے بانی اور مدرسہ نجم المدارس کلاچی کے مہتمم قاضی عبدالکریم کے صاحبزادے مولانا عبدالحلیم کلاچوی سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اور ان کے ہمراہ تنظیم تحریک عمل کے سیکرٹری مدرسہ تشریف لائے۔ جامعہ کا دارالاقامہ اور درس گاہیں دیکھنے کے بعد جامعہ کے تعلیمی وتنظیمی امور کے متعلق ناظم تعلیمات مولانا حسین احمد صاحب نے آگاہ کیا۔ جس پر انہوں نے مسرت کا اظہار فرمایا۔

جامعہ کے تعلیمی میدان پر نظر ڈالتے ہوئے عام معمول کے مطابق جامعہ میں ہر ماہ تعلیمی جائزہ ہوتا ہے اور ربیع الاول کے اوائل میں چہار ماہی کا امتحان ہوتا ہے۔

☆ : حسب معمول کے تحت جون کے ۹، ۱۰، ۱۱ تاریخ پر تقریری امتحان جبکہ ۱۴ تاریخ بروز ... تحریری امتحان ہوگا۔ چونکہ سال کے آخر میں نتیجہ کا انحصار انہی ماہانہ تعلیمی جائزوں

بقیہ صفحہ ۸۴ پر

اخبار عالم

بوسنیا کے بعد
کوسوو کے مظلوم مسلمان

مولانا حمید اللہ

کوسوو یورپ میں ایک مسلم اکثریتی علاقہ ہے جو سربیا ریاست کا ایک صوبہ ہے سرب دنیا کی مظالم اور وحشی ترین قوموں میں ایک ہے بوسنیا میں لاکھوں مسلمانوں کو شہید کرنے کے بعد آج کوسوو کے مسلمان اس کے زیر عتاب ہیں۔ اب مسلمانوں کی آزادی کے لئے اور سرب مظالم کے خلاف مظاہرے جاری ہے ادھر سربوں کے مظالم میں بھی کوئی کمی نہیں آئی۔ آئے روز سرب پولیس والے مسلمانوں کو گھروں سے نکال کر تشدد کا نشانہ بناتے ہیں بعض کو گرفتار کرلیا جاتا ہے اور بعض گھروں کے سامنے ہی گولیوں سے شہید کردیا جاتا ہے۔ 30 مارچ کے اخبارات میں ایک تصویر شائع ہوئی ہے جس کے مطابق سرب پولیس نے پانچ اور چھ مارچ کو ایک مسلمان حریت پسند شعبان کو اس کے 51 اہل خاندان کے ہمراہ شہید کردیا۔

سات جون کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ کوسوو سربیا فوج کی جانب سے البانوی نژاد باشندوں پر تشدد اور قتل و غارت کی کارروائیوں کے باعث دس ہزار کے قریب افراد نقل مکانی کرکے البانیہ چلے گئے ہیں حالات کے مدنظر بقیہ افراد بھی اپنے گھر بار چھوڑ کر البانیہ جارہے ہیں تفصیلات کے مطابق کوسوو کے مسلمانوں کے نمائندوں نے سرب کے لیڈروں کے ساتھ امن مذاکرات کے لئے طے شدہ ہفتہ وار میٹنگ میں شرکت نہیں کی مسلمان لیڈروں کا کہنا ہے کہ سرب فورسز دیہات کے دیہات مسلسل تباہ کررہے ہیں اور مسلمانوں کو بے گھر کیا جارہا ہے لہٰذا ایسے وقت میں مذاکرات کرنا بے معنی ہے ادھر کوسوو میں عینی شاہدوں نے نامہ نگاروں کو بتایا کہ مسلمان حریت پسندوں کے خلاف اپنی کارروائی کے دوران سربیا

Scanned with CamScanner

کے فوجیوں نے مسلمانوں سے گاؤں خالی کروالیا اور کم از کم ایک درجن مردوں کے ایک گروپ ایک دوسرے سے علیحدہ کر کے پیٹھ میں گولی ماردی جبکہ اتنی ہی تعداد میں لوگ وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہوگئے آئے روز تفصیلات کے مطابق اس تصادم کی وجہ سے اب تک 50 ہزار مسلمان اپنا گھر بار چھوڑ کر پڑوس کی ریاستوں میں چلے گئے ہیں۔

بی بی سی کے مطابق سربیا فوج نے ایک گاؤں کا مکمل محاصرہ کیا ہوا ہے اور وہاں پر رہنے والوں کو بے دردی کے ساتھ ہلاک کیا جارہا ہے جبکہ گاؤں میں کسی شخص کو داخل نہیں ہونے دیا جارہا ہے۔

سربیائی فوج علیحدگی کی تحریک کو کچلنے کے لئے مردوں کو گولی مار کر قتل کر دیتے ہیں جبکہ عورتوں اور بچوں کو نقل مکانی کے لئے مجبور کیا جارہا ہے۔

اطلاعات کے مطابق ایک 35 سالہ عورت کا کہنا ہے کہ میرے خاوند نے مجھے جگایا اور چلنے کے لئے کہا اس نے یہ بھی کہا کہ انتظار اور کسی بھی چیز کو پیک کرنے کی گنجائش نہیں ہے بس فوراً" باہر نکلیں میں نے 18 ماہ کا بچہ اٹھایا اور دوڑ پڑی ایک ہیلی کاپٹر فضاء میں کھڑا تھا وہ بالکل حرکت نہیں کررہا تھا گھروں پر راکٹ برسا رہا تھا میں دوڑتی رہی یہاں تک کہ میں درختوں کے نیچے پہنچ گئی تب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو تمام گھر جل رہے تھے۔

8 جون کے اطلاعات کے مطابق کوسوو میں مسلمان حریت پسندوں سے لڑنے والے کم از کم 500 سرب فوجیوں نے حریت پسندوں کا مقابلہ کرنے سے انکار کردیا ہے بلغراد سے شائع ہونے والے ایک روزنامہ "ڈیلی ٹیلیگراف" نے پولیس کے حوالہ سے بتایا کہ 363 پولیس افسروں نے استعفیٰ دے دیا جبکہ مزید 100 پولیس اہلکاروں کو نوکری سے برخواست کیا گیا ہے۔

مبصرین کا خیال ہے کہ حریت پسندوں کو بڑھتے ہوئی دباؤ کی وجہ سے سرب فوج میں بے چینی بڑھ رہی ہے ادھر پوپ جان پال نے بین الاقوامی برادری پر کوسوو میں

٢٨٦

مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے سلسلے میں مداخلت پر زور دیا انہوں نے کہا کہ ایسے میں دنیا کو خاموش تماشائی بن کے نہیں رہنا چاہیئے جبکہ کوسوو میں ظلم و ستم جاری ہے اور مسلمان پناہ گزین وہاں سے فرار ہورہے ہیں ادھر کوسوو میں بڑھتے ہوئے تشدد کو روکنے میں ناکام ہوکر مغربی ممالک ایسے مزید اقدامات پر غور کررہے ہیں جو لڑائی کو ایک اور جنگ بلقان بننے سے روک سکیں۔

صدر کلنٹن نے اتوار کے روز برطانیہ کے وزیراعظم سے ٹیلی فون پر اس صورتحال پر تبادلہ خیال کیا اقوام متحدہ کے سفارت کاروں کا کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ سلامتی کونسل سے کوسوو میں بڑھتے ہوئے تشدد کو روکنے کے لئے نیٹو کے افواج کے استعمال کا اختیار دینے کے لئے کہیں۔

کوسوو کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف عالمی برادری نے بیانات کی حد تک اپنی کاروائی مکمل کرلی ۔ امریکہ ' برطانیہ ' فرانس ' اٹلی وغیرہ نے سربیا پر اقتصادی پابندیاں لگانے کی زبانی دھمکیاں دی ہیں ۔ مگر عملاً" عالمی برادری نے کچھ نہیں کیا روس پابندیوں کے خلاف ہے اور چین اسے سربیا کا داخلی مسئلہ سمجھتا ہے ادھر کوسوو کے مسلمان مکمل آزادی چاہتے ہیں ۔ البانیہ نے بھی اعلان کیا ہے کہ اگر مظالم کا سلسلہ بند نہ ہوا تو اس کی فوج مداخلت پر مجبور ہوگی۔

ازبکستان

ازبکستان کے حکومت نے ملک بھرمیں تین ہزار مساجد بند کرنیکا فیصلہ کیا ہے تفصیلات کے مطابق ازبکستان کے حکام نے ایک مہم جوئی شروع کر رکھی ہے جس کے دوران ملک بھر کی مساجد کی چھان بین کرکے ایسے مساجد کو بند کردیا جائے گا جن کو بقول حکام کے غیر قانونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے ریاست کے مذہبی ادارے مختیار نے بتایا ہے کہ ملک بھرمیں تین ہزار مساجد کی حیثیت مبہم ہے لہٰذا ان کا جائزہ لیا جائے گا اور اگر وہ غیر مناسب طور پر استعمال ہورہی ہیں تو انہیں دکانوں اور کھیلوں کے مراکز

Scanned with CamScanner

میں تبدیل کر دیا جائے گا وزارت انصاف کا کہنا ہے کہ اس قسم کے ۵۰ مساجد پہلے بند کی جاچکی ہیں جن کے اماموں نے ریاست کے طرف سے مقرر کردہ امتحان پاس نہیں کیا ہو اماموں کی گرفتاریوں کا سلسلہ گذشتہ روز سے شروع کیا گیا تھا جو کہ حکومت کے مذہب مخالف پالیسیوں پر تنقید کرتے تھے اور ملک کو صحیح اسلامی ریاست بنانے میں کوشاں تھے۔

ہر قسم چپس خریدنے کے لئے
با اعتماد فیکٹری
مساجد اور دینی مدارس کے لئے
خصوصی رعایت
شریف اینڈ کو سٹون چپس فیکٹری جی ٹی روڈ جہانگیرہ تحصیل و ضلع نوشہرہ

بقیہ صفحہ ۴۴ کا

پر ہوا کرتا ہے۔ جس سے طلبہ کی تعلیمی معیار کا اندازہ معلوم ہوتا ہے۔

☆ جامعہ میں طلبہ کے لئے عربی بول چال سیکھنے کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے رابطہ العالم الاسلامی کی طرف سے جامعہ کے لئے ایک جید فاضل مولانا نور الاسلام لقمان صاحب کی تقرری ہوئی۔ موصوف کی فراغت جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ الریاض سے ہے۔ واضح رہے کہ مولانا نور الاسلام صاحب نے ۱۰ جون سے باقاعدہ پڑھائی کا آغاز کیا۔ اللہ تعالی ان کی تقرر خود ان کے لئے اور جامعہ کے لئے مبارک اور باعث خیر و برکت بنائے۔